8 سماجی تحریکیں
(Social Movements)

دنیا بھر میں کثیر تعداد میں طلبا اور آفس میں کام کرنے والے ڈیوٹی پر پانچ یا چھ دن ہی جاتے ہیں اور ختم ہفتہ میں آرام کرتے ہیں۔ تاہم چھٹی والے دن آرام کرنے والوں میں سے تھوڑے لوگوں کو ہی اس بات کا احساس ہے کہ یہ دن مزدوروں کی ایک طویل جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ کام کے دن کا آٹھ گھنٹے سے زیادہ کا نہ ہونا، مردوں اور عورتوں کو یکساں کام کے لیے یکساں مزدوری اور مزدوروں کو سماجی تحفظ نیز پنشن کا مجاز بنانا اور دیگر حقوق سماجی تحریکوں کے ذریعہ حاصل کیے گئے تھے۔ سماجی تحریکوں نے اس دنیا کو ایک خاکہ فراہم کیا جس میں ہم رہتے ہیں اور یہ سلسلہ مستقل جاری ہے۔

باکس 8.1 ہمہ گیر بالغ حق رائے دہی

ہمہ گیر بالغ حق رائے دہی یا ہر ایک بالغ کو ووٹ دینے کا حق ہندوستانی آئین کے ذریعہ دیے گئے اہم حقوق میں ایک ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم پر حکمرانی خود اپنے جیتے ہوئے نمائندوں کے علاوہ کسی بھی دیگر فرد کے ذریعہ نہیں کی جا سکتی۔ یہ حق نوآبادیاتی حکومت کے دنوں سے بنیادی طور پر مختلف ہے جب افراد کو برطانوی کراؤن کی نمائندگی کرنے والے نوآبادیاتی حکومت کے افسران کی اطاعت کے لیے مجبور ہونا پڑتا تھا حالانکہ برطانیہ میں سبھی کو حق رائے دہی نہیں حاصل تھا۔ حق رائے دہی جائیداد کے مالکوں تک ہی محدود تھی۔ چارٹرازم انگلینڈ میں پارلیمانی نمائندگی سے متعلق ایک سماجی تحریک تھی۔ 1839 میں 1.25 ملین سے زیادہ افراد نے عوامی چارٹر پر دستخط کر کے ہمہ گیر بالغ حق رائے دہی، بیلٹ کے ذریعہ ووٹ اور جائیداد کی ملکیت کے بغیر بھی انتخاب میں کھڑے ہونے کا مطالبہ کیا۔ 1892 میں مذکورہ تحریک نے 3.25 ملین دستخط یکجا کیے جو ایک چھوٹے ملک کے لیے بہت بڑی تعداد تھی۔ تاہم پہلی جنگ عظیم کے بعد بھی 1918 میں 21 سال سے زائد عمر کے سبھی مردوں، 30 سال سے زائد عمر کی شادی شدہ خواتین، گھر کی ملکیت رکھنے والی خواتین گریجویٹ عورتوں کو ووٹ دینے کا حق ملا۔ خواتین کے لیے حق رائے دہی طلب کرنے والی تحریک کی حامی خواتین (Suffragettes) (خواتین کارکن) نے سبھی بالغ خواتین کے لیے حق رائے دہی کا معاملہ اٹھایا تو ان کی سخت مخالفت ہوئی اور اس تحریک کو پُرتشدد طور پر کچل دیا گیا۔

سرگرمی 8.1

اپنی زندگی کا موازنہ اپنی دادی/نانی کی زندگی سے کیجیے یہ آپ کی زندگی سے کس طرح مختلف ہے؟ آپ کی زندگی میں ایسے کون سے حقوق ہیں جنھیں آپ آسانی سے قبول کرتے ہیں اور جو انھیں حاصل نہیں تھے۔ بحث کریں۔

ہم اکثر یہ مان لیتے ہیں کہ جن حقوق کا ہم استعمال کرتے ہیں وہ یوں ہی حاصل ہو گئے۔ ماضی کی ان جدوجہد کو یاد کرنا اہم ہے جن سے حقوق کی بازیابی ممکن ہوئی۔ آپ نے 19 ویں صدی کی سماجی واصلاحی تحریکوں، ذات اور جنسی امتیاز کے خلاف جدوجہد اور ہندوستان کی قومی تحریک جس سے 1947 میں نوآبادیاتی حکمرانی سے ہمیں آزادی ملی، کے بارے میں پڑھا ہے۔ آپ دنیا بھر کی کئی قوم پرست تحریکوں سے بھی واقف ہیں جن سے ایشیا، افریقہ اور امریکا میں نوآبادیاتی حکمرانی سے آزادی ملی۔ پوری دنیا میں سماجی

تحریکوں نے سیاہ فام لوگوں کے مساوی حقوق کے لیے ریاست ہائے متحدہ امریکا میں 1950 اور 1960 کی دہائی میں شروع کی شہری حقوق تحریک اور جنوبی افریقہ میں نسلی امتیاز کے خلاف جدوجہد نے دنیا کو بنیادی طور پر بدل دیا ہے۔ سماجی تحریک نے نہ صرف معاشرے کو بدلتی ہے بلکہ دیگر سماجی تحریکوں کو ترغیب بھی دیتی ہے۔ سماجی تبدیلی لانے میں ہندوستانی آئین کے کردار کی کہانی جو ہم باب 3 میں پڑھ چکے ہیں یہی اشارہ دیتی ہے۔

سرگرمی 8.2

سماجی تحریکوں سے سماج کس طرح بدلتا ہے اور کیسے ایک سماجی تحریک دیگر تحریکوں کی بنیاد بنتی ہے، اس کی کسی مثال کے بارے میں سوچنے کی کوشش کیجیے۔

8.1 سماجی تحریک کی خصوصیات (FEATURES OF A SOCIAL MOVEMENT)

جب بس ایک بچے کو کچل دیتی ہے تو لوگ بس کو نقصان پہنچاتے ہیں اور اس کے ڈرائیور پر حملے کرتے ہیں۔ یہ احتجاج کا جدا واقعہ ہے۔ یہ بھڑک اٹھتا ہے تو پھر ٹھنڈا بھی پڑ جاتا ہے۔ لہٰذا یہ سماجی تحریک ہیں۔ سماجی تحریک میں ایک طویل عرصے تک مستقل اجتماعی سرگرمیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسی سرگرمیاں عام طور پر ریاست کے خلاف ہوتی ہیں اور ریاست کی پالیسی اور عمل میں تبدیلی کا تقاضہ کرتی ہیں۔ خود بخود پیدا ہونے والے اور غیر منظّم احتجاج کو سماجی تحریک نہیں کہا جا سکتا۔ اجتماعی سرگرمیوں میں کچھ حد تک تنظیم کا ہونا ضروری ہے۔ اس تنظیم میں قیادت اور ساخت ہوتی ہے جس میں ممبروں کے باہمی تعلق، فیصلہ سازی اور ان کی تعمیل کی توضیح ہوتی ہے۔ سماجی تحریک ایک عمومی رخ یا کسی تبدیلی کو لانے (یا روکنے) کا طریقہ ہوتا ہے۔ یہ توضیحی خصوصیات قائم نہیں رہتیں بلکہ یہ سماجی تحریک کے دوران بدل سکتی ہیں۔

سماجی تحریکیں اکثر عوامی مسائل کے معاملے میں تبدیلی لانے کے مقصد سے ابھرتی ہیں، جیسے قبائلی لوگوں کے جنگلات کے استعمال سے متعلق حقوق یا بے دخل لوگوں کی آبادکاری اور تلافی کے حقوق کو یقینی بنانے کے لیے۔ ایسے ہی دیگر امور کے بارے میں سوچیے جنھیں سماجی تحریکوں نے ماضی اور حال میں اٹھایا ہو جب کہ سماج میں تبدیلی لانا چاہتی ہیں۔ کبھی کبھی صورتحال سابقہ حالت میں برقرار رکھتے ہوئے جوابی تحریکیں جنم لیتی ہیں۔ مثلاً جب راجہ رام موہن رائے نے ستی کی مخالفت کی اور برہم سماج قائم کیا تو ستی رسم کے دفاع میں دھرم سبھا قائم کی گئی جس نے انگریزوں کو ستی مخالف قانون نہ بنانے کے عرضداشت پیش کی۔ جب مصلحین نے عورتوں کے لیے تعلیم کا مطالبہ کیا کی تو بہت سے لوگوں نے یہ کہہ کر مخالفت کی کہ یہ سماج کے لیے تباہ کن ثابت ہوگا۔ جب نچلی ذات کے بچوں نے اسکولوں میں نام لکھوایا تو کچھ نام نہاد اونچی ذات کے بچوں کو ان کے خاندانوں کے ذریعہ اسکول سے نکال دیا گیا۔ کسان تحریکوں کو بھی اکثر ظالمانہ طریقے سے دبایا گیا۔ حال ہی میں ہمارے ملک کے کئی خارج گروپوں جیسے دلتوں کی سماجی تحریکوں سے ان کے خلاف بدلے کی کارروائی ابھر کر سامنے آئی۔ اسی طرح تعلیمی اداروں میں ریزرویشن دینے کی تجاویز سے ان کی حریف تحریکوں کی بنیاد پڑی۔ سماجی تحریک آسانی سے معاشرہ کو نہیں بدل سکتی۔ چونکہ یہ مفادات اور قدروں کے خلاف ہوتی ہے اس لیے ان کی مخالفت عین فطری ہے اس میں کچھ عرصے کے بعد تبدیلی بھی واقع ہوتی ہے۔

سرگرمی 8.3

مختلف سماجی تحریکوں کی ایک فہرست بنائیے جن کے بارے میں آپ نے سنا یا پڑھا ہے۔ وہ کیا تبدیلی لانا چاہتے؟ وہ کن تبدیلیوں کو روکنا چاہتے تھے؟

جہاں احتجاج اجتماعی سرگرمی کی سب سے زیادہ دکھائی دینے والی شکل ہے، وہیں سماجی تحریک یکساں طور پر دیگر طریقوں سے بھی عمل کرتی ہے۔ سماجی تحریک کے کارکنان کو ان سے متعلق امداد پر لوگوں کو تیار کرنے کے لیے میٹنگ کرنی پڑتی ہے۔ ایسی سرگرمیاں باہمی غور وفکر میں مددگار ہوتی ہیں اور اجتماعی ایجنڈوں کو آگے بڑھانے میں اتفاق کا باعث بنتی ہیں یا رائے عامہ کو بیدار کرنے کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے لوگوں کو تیار کرتی ہیں یہ سماجی تحریکیں مہم کا خاکہ بھی بناتی ہیں جس میں حکومت پر دباؤ بنانے والے میڈیا اور رائے عامہ تیار کرنے والے دیگر اہم لوگ بھی شامل ہوتے ہیں۔ باب 3 میں اس سلسلے پر کی گئی بحث کو یاد کیجیے۔ سماجی تحریک مخالفت کے مختلف ذرائع کو بھی فروغ دیتی ہے۔ جیسے موم بتی یا مشعل جلوس، سیاہ کپڑوں کا استعمال، نکڑ ناٹک، گیت، نظم وغیرہ، گاندھی جی نے آزادی کی تحریک میں اہنسا، ستیا گرہ اور چرخے کے استعمال جیسے نئے طریقوں کو اپنایا۔ احتجاج کے نئے طریقوں جیسے کہ دھرنا اور نمک کی پیداوار نوآبادیاتی بندش کی خلاف ورزی کو یاد کریں۔

باکس 8.2

ستیا گرہ کی ایک جھلک

ہندوستان کی قومی تحریک کے دوران غیر ملکی اقتدار اور پونجی کی وابستگی سماجی احتجاج کا مرکزی نقطہ تھا۔ مہاتما گاندھی نے ہندوستان میں کپاس اگانے والوں اور بنکروں کے ذریعہ معاش جو مل میں تیار کپڑوں کی حکومتی تائید کی پالیسی سے ختم ہو گیا تھا، کی حمایت میں ہاتھ سے کاتا گیا اور بنا ہوا کپڑا کھادی زیب تن کیا۔ نمک بنانے کے لیے تاریخ ساز ڈانڈی مارچ انگریزوں کی ٹیکس کاری پالیسیوں جس میں صَرفہ کی بنیادی اشیا کے صارفین پر سامراج کو فائدہ پہنچانے کے لیے بار ڈالا گیا تھا، کے خلاف ایک احتجاج تھا۔ گاندھی جی نے روزانہ کی عوامی صَرفہ کی چیزوں جیسے کپڑا اور نمک کو منتخب اور انھیں احتجاج کی علامت بنا دیا۔

گاندھی جی نمک کا قانون توڑتے ہوئے، 1930
گاندھی جی نے سول نافرمانی کے ایک جرم کے طور پر اپنا احتجاج ظاہر کرتے ہوئے عورتیں نمک کی کڑاہی میں کھارا پانی ڈالتے ہوئے دکھائی دے رہی ہیں۔
نہرو میموریل میوزیم اور لائبریری، نئی دہلی کے شکریہ کے ساتھ یہ فوٹو گراف حاصل کیا گیا۔

باکس 8.3

ویمل داداصاحب مورے(1970)

پاردھی کمیونٹی میں پیدا ہوئے انکش کالے کی ایک میٹنگ میں تقریر

پاردھی بہت ماہر شکاری ہوتے ہیں پھر بھی سماج ہمیں صرف مجرموں کے طور پر پہچانتا ہے۔ ہماری کمیونٹی کو چوری کے الزام میں پولیس کا ظلم برداشت کرنا پڑتا ہے۔ گاؤں میں جب بھی کوئی چوری ہوتی ہے ہمیں ہی حراست میں لیا جاتا ہے۔ پولیس ہماری عورتوں کا استحصال کرتی ہے اور ہمیں ان کی بے عزتی دیکھنی پڑتی ہے۔ سماج ہمیں دور رکھنا چاہتا ہے کیونکہ ہمیں چور کہا جاتا ہے، لیکن کیا کبھی لوگوں نے ہمارے بارے میں سوچا ہے؟ ہماری قوم کے لوگ چوری کیوں کرتے ہیں؟ یہی وہ سماج ہے جس نے ہمیں چور بننے پر مجبور کیا۔ وہ کبھی ہمیں کام پر نہیں رکھتے کیونکہ ہم پاردھی ہیں۔

ماخذ: شرمیلا ریگے، رائٹنگ کاسٹ/رائٹنگ جینڈر نر ریٹنگ دلت ویمنس ٹیسٹی موئنیز (زبان / کالی، نئی دہلی 2006)

باکس 8.3 کے لیے مشق

اس بیان کو پڑھیے۔ ایک نئی باہمی غوروفکر کس طرح فروغ پا رہی ہے؟ غالب سماج کے ادراک پر کس طرح سوال اٹھائے جا رہے ہیں؟

سماجی تبدیلی اور سماجی تحریکوں میں فرق (DISTINGUISHING SOCIAL CHANGE AND SOCIAL MOVEMENTS)

سماجی تبدیلی اور سماجی تحریکوں میں فرق کرنا اہم نکتہ ہے۔ سماجی تبدیلی مسلسل آگے بڑھتی رہتی ہے۔ اس کی وسیع تاریخی عمل کاری بے شمار افراد اور اجتماعی سرگرمیوں کا نتیجہ ہوتی ہے جب کہ سماجی تحریکیں کسی مخصوص مقصد کی سمت میں ہوتی ہیں۔ اس میں طویل و مسلسل سماجی کوششیں اور عوامی سرگرمیاں شامل ہوتی ہیں۔ باب 2 میں ہماری بحث کی بنیاد پر ہم سنسکرتیا نے اور مغربیا نے کو سماجی تبدیلی کے طور پر اور 19 ویں صدی کے سماجی مصلحین کے ذریعہ سماج میں تبدیلی کی کوششوں کو سماجی تحریک کے حوالے سے دیکھ سکتے ہیں۔

8.2 سماجیات اور سماجی تحریکیں (SOCIOLOGY AND SOCIAL MOVEMENTS)

سماجی تحریکوں کا مطالعہ سماجیات کے لیے کیوں اہم ہے؟ (WHY THE STUDY OF SOCIAL MOVEMENTS IS IMPORTANT FOR SOCIOLOGY?)

ابتدا سے ہی سماجیات کے مضمون میں سماجی تحریکوں میں دلچسپی لی جاتی رہی ہے۔ فرانسیسی انقلاب شہنشاہیت کو اکھاڑ پھینکنے اور آزادی، مساوات اور اخوت قائم کرنے کے مقصد سے چلائی گئی متعدد سماجی تحریکوں کا ایک پُرتشدد نتیجہ تھا۔ برطانیہ میں صنعتی انقلاب کے دوران بہت سے سماجی نشیب و فراز آئے۔ گیارھویں جماعت کی این سی ای آر ٹی کی کتاب 1 میں مغرب میں سماجیات کے ابھرنے پر ہماری بحث کو یاد کریں۔ گاؤں سے شہروں میں کام کی تلاش میں آنے والے غریب مزدوروں اور کاریگروں نے ان غیر انسانی صورتحال والی زندگی کی مخالفت کی جن میں رہنے کے لیے انھیں مجبور کیا جاتا تھا۔ انگلینڈ میں غذا سے متعلق ہنگاموں کو اکثر حکومت نے کچل دیا۔

طبقہ اشراف کے ذریعہ ہونے والے ان احتجاج کو قائم نظام کے لیے زبردست چیلنج کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔ سماجی نظام کو بنائے رکھنے کے لیے ان کی فکر ماہر سماجیات ایمل درخائم کی تحریروں میں ظاہر ہوئی تھی۔ درخائم نے سماج میں مذہبی زندگی کی اشکال اور حتیٰ کہ خودکشی وغیرہ سے متعلق اپنی فکر کی عکاسی کی کہ کیسے سماج ساخت سماجی یکجہتی کو ممکن بناتی ہے۔ ایسی تحریکوں کو اس وقت بدنظمی پھیلانے والی قوتوں کے طور پر دیکھا جاتا تھا۔

کارل مارکس کے خیالات سے متاثر دانشوروں نے اجتماعی پرتشدد سرگرمی کا ایک مختلف نظریہ پیش کیا۔ ای۔ پی۔ تھامس جیسے مورخین نے دکھایا کہ مجمع اور ہجوم کی تشکیل سماج کو برباد کرنے کے لیے انتشار پرست غنڈوں کے ذریعہ نہیں کی جاتی بلکہ اس میں اخلاقی معیشت بھی ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ان میں یہ کہا جاسکتا ہے ان کی سرگرمیوں کے بارے میں صحیح اور غلط کی باہمی فکر ہوتی ہے۔ ان کی تحقیق نے دکھایا کہ شہری علاقوں میں غریبوں کے پاس احتجاج کی مناسب وجہ ہوتی ہے۔ وہ اکثر عوامی احتجاج کا سہارا لیتے ہیں کیونکہ ان کے پاس محرومی کے خلاف اپنے غصے اور ناراضگی کو ظاہر کرنے کا کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہوتا۔

سماجی تحریکوں کے نظریات (THEORIES OF SOCIAL MOVEMENTS)

نسبتی محرومی کے نظریے کے مطابق سماجی تصادم اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ایک سماجی گروپ یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ اپنے قرب وجوار کے دیگر لوگوں کے مقابلے میں خستہ خراب حالت میں ہے۔ ایسا تصادم یا کشاکش کامیاب اجتماعی مخالفت کے نتیجے میں برآمد ہوسکتا ہے۔ سماجی تحریکوں کو اشتعال دلانے میں نفسیاتی عوامل جیسے غیض وغضب کا ہاتھ زیادہ ہوتا ہے۔ حالانکہ محرومی کا احساس ہے کہ اجتماعی سرگرمی کے لیے جہاں لوگ نسبتی محرومی کا احساس کرتے ہیں وہیں سماجی تحریکوں میں نہیں بدلتے۔ کیا آپ ایسی کسی مثال کے بارے میں سوچ سکتے ہیں جہاں لوگ محرومی کا احساس کرتے ہیں لیکن اپنی شکایتوں کو مٹانے کے لیے کسی سماجی تحریک کو نہ تو شروع کرتے ہیں اور نہ ہی اس میں شامل ہوتے ہیں۔

اجتماعی سرگرمی کو منظّم کرنے اور اسے مسلسل حرکت پذیر رکھنے کے لیے شکایات پر بحث اور تجزیہ ضروری ہے جن سے ایک اور حکمت عملی پر پہنچا جا سکے۔ یعنی نسبتی محرومی اور اجتماعی سرگرمی کے درمیان کوئی خودکار رشتہ نہیں ہے بلکہ دوسرے عوامل جیسے قیادت اور تنظیم بھی یکساں طور پر اہم ہے۔

سرگرمی 8.4

کسی سماجی تحریک کے بارے میں سوچیے۔ آپ ہندوستان کی تحریک آزادی، کسی قبائلی تحریک، کسی نسل مخالف تحریک کا معاملہ لے سکتے ہیں اور اس پر بحث کر سکتے ہیں۔ کیا لوگ ان میں نفع نقصان کے بارے میں سوچ کر شامل ہوئے یا انفرادی حصوں کے بارے میں عقلی شمار کرتے ہیں۔

مانکر السن کی کتاب 'دی لاجک اینڈ کلیکٹیو ایکشن' میں دلیل دی گئی ہے کہ سماجی تحریک ذاتی مفاد چاہنے والے عقلی انفرادی کرداروں کا ایک مجموعہ ہے۔ ایک فرد کسی سماجی تحریک میں اسی وقت شامل ہوگا جب وہ اس سے کچھ حاصل کر سکے۔ وہ اسی وقت حصہ لے گا جب دشواریاں کم اور فائدہ زیادہ ہو۔ اولسن کا نظریہ زیادہ عقلی، زیادہ سے زیادہ افادیت پیدا کرنے والے فرد کے تصور پر مبنی ہے۔ کیا آپ سوچتے ہیں کہ لوگ کوئی کام کرنے سے پہلے انفرادی لاگت یا فائدے کا شمار کرتے ہیں؟

میکارتھی اور زیلڈ کے ذریعہ پیش کیے گئے وسائل کی حرکت پذیری کے نظریے کو اولسن کے اس مفروضے کے ذریعہ رد کر دیا گیا کہ سماجی تحریک ذاتی فائدہ چاہنے والے افراد سے وضع ہوتی ہے۔ اس کے بجائے ان کی دلیل تھی کہ سماجی تحریکوں کی کامیابی وسائل یا مختلف قسم کے ذریعے کو متحرک کرنے کی اہلیت پر منحصر ہوتی ہے اگر ایک تحریک قیادت، تنظیمی صلاحیت اور ترسیلی سہولیات جیسے وسائل کو جمع کر سکتی ہے۔ ناقد یہ دلیل دیتے ہیں کہ سماجی تحریک دستیاب وسائل کے ذریعہ محدود نہیں ہوتی۔ یہ نئی علامات اور شناخت جیسے وسائل تخلیق کر سکتی ہے جیسا کہ غریبوں کی تحریکوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وسائل کی کمی مجبوری نہیں ہوتی ابتدائی محدود مادی وسائل اور تنظیمی بنیاد کے ساتھ بھی ایک تحریک جدوجہد کے ذریعہ وسائل پیدا کر سکتی ہے۔ ماضی اور حالیہ زمانے میں ایسی مثالوں کے بارے میں سوچیے۔

سماجی کشاکش سے خود بخود اجتماعی عمل نہیں پیدا ہوجاتا۔ ایسے عمل کے واقع ہونے کے لیے کسی گروپ کو شعوری طور پر سوچنا یا خود کو ستائے گئے افراد کے طور پر شناخت کرنا ضروری ہے۔ اس کے لیے ایک تنظیم، قیادت اور ایک واضح نظریہ ہونا چاہیے۔ تاہم، اکثر سماجی احتجاج ان خطوط پر عمل نہیں کرتے۔ لوگوں کا یہ واضح نظریہ ہوسکتا ہے کہ ان کا استحصال کس طرح کیا جاتا ہے لیکن وہ اکثر اس کو واضح سیاسی حرکت پذیری اور مخالفت کے ذریعہ چیلنج کے اہل نہیں ہوتے۔ اپنی کتاب، 'ویپنس آف دی ویک' میں جیمس اسکاٹ نے ملیشیا کے کسانوں اور مزدوروں کی زندگی کا تجزیہ کیا ہے۔ ناانصافی کے خلاف احتجاج نے دانستہ آہستہ آہستہ کام کرنے جیسے معمولی طریقوں کی شکل اختیار کر لی۔ اس طرح کے کاموں کو مزاحمت کے زور کے عمل کے طور پر معین کیا جاسکتا ہے۔

باکس 8.4

جنوبی ایشیا میں غریب عورتوں پر کیے گئے سروے میں دکھایا گیا ہے کہ انھیں اپنی بچت میں سے کچھ رقم اپنے شوہروں کو شراب نوشی کے لیے دینے پر مجبور ہونا پڑتا تھا تب انھوں نے دوجگہوں پر رقم محفوظ کرنے کا ایک طریقہ نکال لیا۔ جب انھیں اپنی محنت سے بچائی گئی رقم کو دینے کے لیے مجبور ہونا پڑتا تھا تو وہ اسے خفیہ جگہوں میں سے نکال لیتی تھیں اور اسی طرح دوسری جگہ رقم کو بچا لیتی تھیں۔

باکس 8.4 کے لیے مشق

کیا یہ ایک مزاحمتی عمل ہے یا بقا کی حکمت عملی یعنی سامنا کرنے کی میکانیت، بحث کریں۔

8.3 سماجی تحریکوں کی اقسام (TYPES OF SOCIAL MOVEMENTS)

درجہ بندی کا ایک طریقہ: اصلاحی، نجات پانے کا، انقلابی (ONE WAY OF CLASSIFYING: REFORMIST, REDEMPTIVE, REVOLUTIONARY)

سماجی تحریکیں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ انھیں اس طرح درجہ بند کیا جاسکتا ہے: (i) نجات پانے یا مکمل تبدیلی سے متعلق (ii) اصلاحی (iii) انقلابی۔ نجات پانے یا تبدیلی سے متعلق سماجی تحریک کا مقصد اپنے انفرادی ممبروں کے ذاتی شعور اور سرگرمیوں میں تبدیلی لانا ہوتا ہے۔ مثال کے لیے کیرل کی ازہاوا کمیونٹی کے لوگوں نے نارائن گرو کی قیادت میں اپنے سماجی رواجوں میں تبدیلی پیدا کی۔ اصلاحی و

سرگرمی 8.5

درج ذیل سماجی تحریکوں کے بارے میں پتہ لگائیں

- تلنگانہ جدوجہد
- تیبھاگا تحریک
- سوادھیائے پریوار تحریک
- سنتھال ہول
- برسامنڈا کے ذریعہ چلایا گیا اول گلان
- جہیز کے لیے ہونے والی اموات کے خلاف مہم
- دلتوں کو مندر میں داخلے کی اجازت دینے کی تحریک
- اتراکھنڈ اور جھارکھنڈ کو الگ ریاست کا درجہ دلانے کی تحریک
- بنگال، مہاراشٹر اور دیگر ریاستوں میں بیواؤں کی دوبارہ شادی کے حق کی تحریک
- کوئی دیگر سماجی تحریک جس کے بارے میں آپ نے پڑھا ہے۔

کیا آپ درج بالا دیے گیے زمروں کی اصطلاح میں ان سماجی تحریکوں کی درجہ بندی کر سکتے ہیں؟

سماجی تحریک میں موجودہ سماجی اور سیاسی نظام کو آہستہ آہستہ بتدریج اقدامات کے ذریعہ بدلنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ 1960 کی دہائی میں ہندوستان کی ریاستوں کو زبان کی بنیادی پر تشکیل نو یا حالیہ اطلاع پانے کے حق کی مہم اصلاحی تحریکوں کی مثالیں ہیں۔ انقلابی سماجی تحریک میں سماجی رشتوں میں بنیادی کایا پلٹ کی کوشش کی جاتی ہے۔ اکثر ایسا ریاست کے اقتدار پر قبضہ کر کے کیا جاتا ہے۔ روس کا بولشیوک انقلاب جس میں زار کو بے دخل کر کے کمیونسٹ ریاست کی تخلیق کی گئی اور ہندوستان میں نکسلی تحریک جو ظالم زمین مالکوں اور ریاستی عہدیداروں کو ہٹانا چاہتے ہیں، کو انقلابی تحریکوں کے طور پر بیان کیا جا سکتا ہے۔

جب آپ سماجی تحریک کو اس وضع کی بنیاد پر درجہ بندی کرنے کی کوشش کریں گے تو پتہ چلے گا کہ بہت سی تحریکوں میں تبدیلی سے متعلق اصلاحی اور انقلابی عناصر شامل ہوتے ہیں یا سماجی تحریک کا رخ وقت کے ساتھ اسی طرح بدل سکتا ہے کہ بطور مثال شروع میں انقلابی مقاصد پر مبنی تحریک اور بعد ازاں اصلاحی بن جائے۔ ایک تحریک عوامی حرکت پذیری اجتماعی احتجاج کی حالت سے شروع ہو کر زیادہ اداراتی بن جائے اومر 2004 ماہرین سماجیات جو سماجی تحریکوں کے دور حیات کا مطالعہ کرتے ہیں اسے سماجی تحریک کی تنظیموں کی جانب حرکت مانتے ہیں۔

سماجی تحریک کو کس طرح سمجھا اور درجہ بند کیا جا سکتا ہے یہ ہمیشہ ایک توضیح کا مسئلہ رہا ہے۔ یہ ہر طبقے کے لیے مختلف ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر 1857 میں جو برطانوی نوآبادیاتی حکمرانوں کے لیے غدر یا بغاوت تھی ہندوستانی قوم پرستوں کے لیے آزادی کی پہلی جنگ تھی۔ غدر ایک جائز اقتدار یعنی برطانوی حکومت کے خلاف سرکشی تھی۔ آزادی کے لیے جدوجہد برطانوی حکومت کے جواز کے لیے ایک چیلنج تھا۔ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ لوگ کیسے سماجی تحریکوں کے لیے مختلف معنی ادا کرتے ہیں۔

درجہ بندی کی ایک اور قسم: پرانی اور نئی

(ANOTHER WAY OF CLASSIFYING: OLD AND NEW)

20ویں صدی کے بیشتر حصے میں سماجی تحریکیں طبقے پر مبنی تھیں جیسے طبقہ مزدور تحریکیں، کسان تحریکیں یا نوآبادیاتی مخالف تحریک۔ نوآبادیاتی مخالف تحریکوں نے سبھی لوگوں کو قومی جدوجہد آزادی میں متحد کیا، طبقے پر مبنی تحریکوں نے مزدور طبقات اور کسانوں کو ان کے حقوق کی لڑائی کے دوران اتحاد پیدا کیا۔

اس طرح گذشتہ صدی کے سب سے زیادہ دوررس سماجی تحریکیں طبقے پر مبنی تھیں پھر یا قومی جدوجہد آزادی پر مبنی۔ آپ نے اپنی تاریخ کی کتابوں میں یورپ کے مزدوروں کی تحریکوں کے بارے میں پڑھا ہے جس سے بین الاقوامی کمیونسٹ تحریک ابھر کر سامنے آئی۔ اس کے علاوہ ساری دنیا میں کمیونسٹ اور سوشلسٹ ریاستوں کی تشکیل ہوئی جن میں سویت یونین، چین اور کیوبا خاص طور پر قابل

ذکر ہیں۔ ان تحریکوں سے سرمایہ داریت میں بھی اصلاح پیدا ہوئی۔ مغربی یورپ کے سرمایہ دار مالکوں میں مزدوروں کے حقوق کا تحفظ اور ہمہ گیر تعلیمی، صحت کی نگہداشت اور سماجی تحفظ فراہم کرنے والی فلاحی ریاستوں کا قیام اشتراکی اور سماجی تحریکوں کے ذریعہ پیدا کیے گئے سیاسی دباؤ کے سبب ممکن ہوا۔ استعماریت کے خلاف تحریک بھی سرمایہ داری عام طور پر سامراجیت کے اشکال کے ذریعہ ایک دوسرے سے وابستہ ہے اسی لیے سماجی تحریکوں نے استحصال کی ان دونوں اقسام کو یکساں ہدف بنایا یعنی قومی تحریکوں نے غیر ملکی قوت کے ذریعہ کی جانے والی حکمرانی کے ساتھ ہی غیر ملکی پونجی کے غلبے کے خلاف انھیں متحرک کیا۔
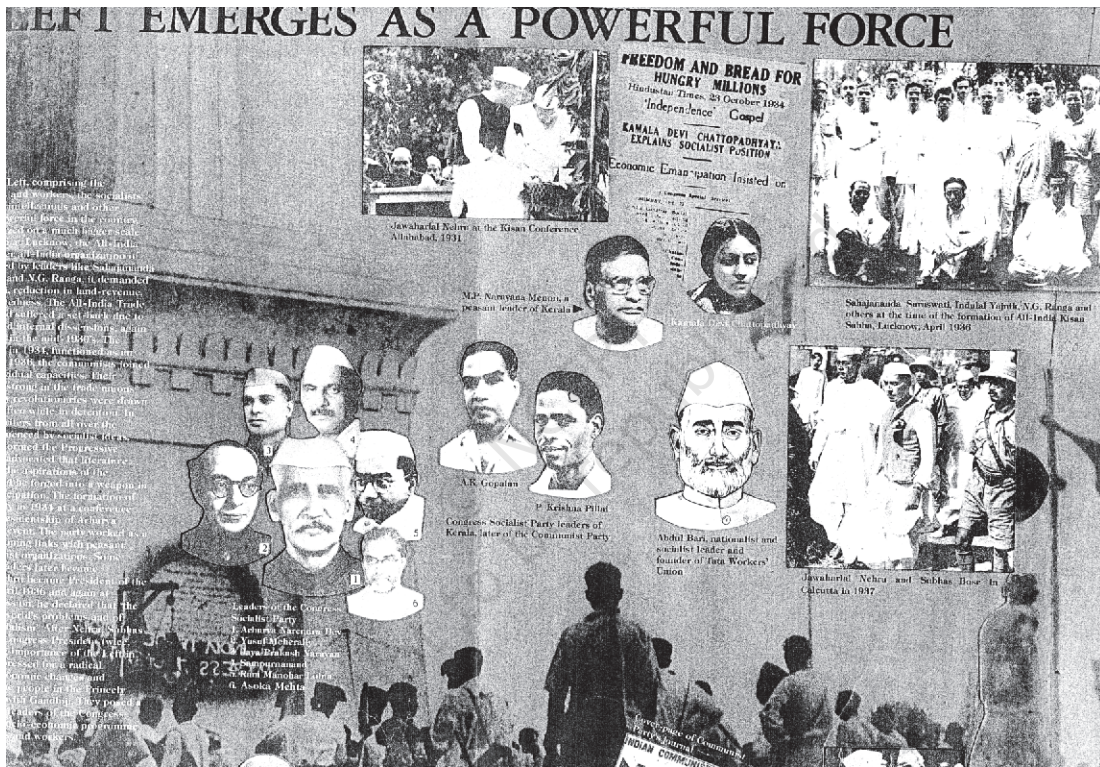
دوسری جنگ عظیم کے بعد کی دہائی میں قومی تحریکوں کے نتیجے میں ہندوستان، مصر، انڈونیشیا اور دیگر بہت سے ملکوں میں سامراج کے خاتمے اور نئی قومی ریاستوں کی تشکیل ہوئی۔ تب سے 1960 اور 1970 کی دہائی کے آغاز تک سماجی تحریکوں کی ایک نئی لہر چلی۔ یہ وہ وقت تھا جب ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی قیادت میں افواج ویتنام میں سابق فرانسیسی نوآبادی میں کمیونسٹ گوریلاؤں کے خلاف ایک خونی جنگ میں شامل تھیں۔ یورپ پیرس کے طلبا کی سرگرمی تحریک کا مرکز تھا جو جنگ کے خلاف ہڑتالوں کے سلسلے میں ورکر پارٹیوں میں شامل ہوگئے۔ اٹلانٹک کے دوسری طرف ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں سماجی احتجاج امنڈ رہا تھا۔ مارٹن لوتھر کنگ کے ذریعہ چلائی گئی تحریک کے بعد میلکم X (Malcolm X) کے ذریعہ سیاہ فام قوت تحریک چلائی گئی۔ جنگ مخالف تحریک میں لاکھوں طلبا نے حصہ لیا جنھیں حکومت کے ذریعہ لازمی طور پر بھرتی کرکے ویتنام میں لڑنے کے لیے بھیجا جا رہا تھا۔ خواتین کی تحریک اور ماحولیاتی تحریک کو بھی سماجی ہلچل کے اس دور میں کافی تقویت ملی۔

ان نام نہاد نئی سماجی تحریکوں کے ممبروں کو ایک طبقے اور یہاں تک کہ ایک قوم سے تعلق رکھنے والوں کے طور پر درجہ بند کرنا مشکل تھا۔ مشترکہ طبقاتی شناخت کے بجائے شرکا نے محسوس کیا کہ ان کی مشترکہ شناخت طلبا، خواتین، سیاہ فام یا ماحولیات پرست کے طور پر ہو۔ قدیم سماجی تحریک جو اکثر طبقاتی امور جیسے مزدور یونین یا کاشت کار تحریکوں پر مبنی تھیں کس طرح ماحول یا خواتین یا قبائلی تحریکوں جیسی نئی سماجی تحریکوں سے مختلف ہیں؟

آپ باب 5 میں بیان کیے گئے مزدور یونین تحریکوں اور مزدوروں کی جدوجہد کی کئی مثالوں سے پہلے سے واقف ہیں۔

نئی سماجی تحریکوں کا قدیم تحریکوں سے امتیاز (DISTINGUISHING THE NEW SOCIAL MOVEMENT FROM THE OLD SOCIAL MOVEMENTS)

ہم نے پہلے بھی دیکھا ہے کہ تاریخی سیاق وسباق مختلف تھے۔ یہ وہ دور تھا جب قوم پرست تحریکیں نوآبادیاتی قوتوں کو اکھاڑ کر پھینک رہی تھیں اور سرمایہ دار مغرب میں مزدور تحریکیں بہتر تنخواہیں، بہتر حالات زندگی، سماجی تحفظ، مفت اسکولی تعلیم اور صحت کی سلامتی کے لیے ریاست کے ساتھ زور آزمائی کر رہی تھیں۔ ایسے میں جب سماجی تحریک نئی قسم کی ریاستوں اور سماجوں کا قیام کر رہی تھی۔ پرانی سماجی تحریکوں نے واضح طورپر طاقتی رشتوں کی تنظیم نو کو بنیادی مقصد کے طورپر دیکھا۔

قدیم سماجی تحریکیں سیاسی پارٹیوں کے ڈھانچے میں کام کرتی تھیں۔ انڈین نیشنل کانگریس نے ہندوستانی قومی تحریک کی اور چین کی کمیونسٹ پارٹی نے چینی انقلاب کی قیادت کی۔ آج چند حضرات مانتے ہیں کہ مزدور یونینوں اور مزدوروں کی پارٹیوں کے ذریعہ چلائی گئی طبقے پر مبنی سیاسی کارروائی روبہ زوال ہے جبکہ دوسرے لوگ دلیل دیتے ہیں کہ خوشحال مغرب میں فلاحی ریاست کے سبب طبقے کی بنیاد پر کیا جانے والا استحصال اور عدم مساوات جیسے امور بنیادی فکر کے موضوع نہیں رہے۔ لہٰذا نئی سماجی تحریک سماج میں اقتدار کی تقسیم کو بدلنے کے بارے میں نہ ہو کر زندگی کے معیار کے بارے میں تھی جس میں صاف ستھرا ماحول ہو۔

پرانی سماجی تحریکوں میں سیاسی پارٹیوں کا کردار اہم تھا۔ ماہر سیاسیات رجنی کوٹھاری ہندوستان میں 1970 کے دہے میں سماجی تحریکوں کی کثرت کو لوگوں کی پارلیمانی جمہوریت سے بڑھتی ہوئی بے اطمینانی کو مانتے تھے۔ کوٹھاری کی دلیل ہے کہ ریاست کے اداروں پر مختار طبقے کا اختیار ہو گیا ہے۔ اس کے سبب سیاسی پارٹیوں کے ذریعہ انتخابی نمائندگی غریبوں کو اپنی آواز پہنچانے کا مؤثر طریقہ نہیں رہا۔ رسمی سیاسی نظام سے آزاد لوگ سماجی تحریکوں یا غیر سیاسی تنظیموں میں شامل ہو گئے تاکہ وہ ریاست پر باہر سے دباؤ ڈال سکیں۔ آج یہ شہری سماجی تحریکوں اور نئی غیر سرکاری تنظیموں، خواتین گروہوں، ماحول پرست گروہوں اور قبائلی تحریک کاروں کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔

جب آپ ہندوستان میں سماجی تبدیلی کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں پڑھتے تو اس بات سے ضرور متاثر ہوتے ہیں کہ گلوبلائزیشن صنعت، زراعت، ثقافت اور میڈیا کے میدان میں لوگوں کی زندگیوں کو نئی شکل عطا کر رہا ہے۔ اکثر فرمیں کثیر مملکتی ہوتی ہیں۔ اکثر ان پر قانونی اہتمام نافذ ہوتا ہے جو عالمی تجارتی تنظیم جیسی بین الاقوامی تنظیموں کے ضوابط کے ذریعہ متعین کیا جاتا ہے۔ ماحولیات اور صحت سے متعلق مسائل اور نیوکلیر جنگ کا خوف بھی نوعیت کے اعتبار سے عالمی ہوتا ہے۔ حالانکہ جو بات اہم ہے وہ یہ ہے کہ پرانی اور نئی تحریکیں نئے اتحاد جیسے عالمی سماجی فورم جو گلوبلائزیشن کے خطرات کے مسائل اٹھاتے ہیں کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہیں۔

کیا ہم قدیم و جدید سماجی تحریکوں کی تفریق کا اطلاق ہندوستانی سیاق وسباق میں کر سکتے ہیں؟
(CAN WE APPLY THE DISTINCTION BETWEEN OLD AND NEW SOCIAL MOVEMENTS IN THE INDIAN CONTEXT?)

ہندوستان میں عورتوں، کاشت کاروں، دلتوں، آدی واسیوں اور دیگر سبھی طرح کی سماجی تحریکیں واقع ہوئی ہیں۔ کیا ان تحریکوں کو جدید سماجی تحریک سمجھا جا سکتا ہے؟ گیل اوم ویٹ نے اپنی کتاب ''ری انونٹنگ ریولیشن'' میں دکھایا ہے کہ سماجی نابرابری اور وسائل کی غیر یکساں تقسیم کے بارے میں فکر ان تحریکوں میں بھی لازمی عنصر بنی ہوئی ہیں۔ کاشت کار تحریکوں نے اپنی پیداوار کے لیے بہتر قیمت اور زرعی امداد کے ہٹائے جانے کے خلاف لوگوں کو متحرک کیا ہے۔ دلت مزدوروں نے اجتماعی کوشش کر کے یہ یقینی بنایا ہے کہ اعلیٰ ذات کے زمین مالک اور مہاجن ان کا استحصال نہ کر پائیں۔ عورتوں کی تحریکوں نے جنسی تفریق کے امور پر کام کے مقامات اور خاندان کے اندر جیسے مختلف دائروں میں رہ کر کام کیا ہے۔

اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ نئی سماجی تحریکیں معاشی عدم مساوات کے قدیم مسائل پر نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی بنیاد صرف طبقاتی طور پر منظّم ہے۔ شناخت کی سیاست، ثقافتی تشویش اور آرزوئیں سماجی تحریکوں کی تخلیق کے ضروری عناصر ہیں اور یہ اس طرح واقع ہوتی ہیں کہ ان میں طبقے پر مبنی عدم مساوات کی تلاش مشکل ہے۔ اکثر یہ سماجی تحریکیں طبقاتی سرحدوں سے الگ شرکا کو متحد کرتی ہیں۔ مثال کے طور پر عورتوں کی تحریکوں میں شہری، متوسط طبقے کے حقوق نسواں کے حامی اور غریب کسان عورتیں سبھی شامل ہوتی ہیں۔ الگ ریاست کے درجے کا مطالبہ کرنے والی علاقائی تحریک افراد کے ایسے مختلف گروہوں کو اپنے ساتھ شامل کرتی جو متجانس طبقات کی شناخت نہیں رکھتے۔ سماجی تحریکوں میں سماجی عدم مساوات کے سوال دیگر اہم امور کے ساتھ شامل ہو سکتے ہیں۔

چپکو تحریک کے بعد گفتگو کے ذریعہ ہم لوگ اس کو واضح کریں گے۔

8.4 ماحولیاتی تحریکیں (ECOLOGICAL MOVEMENTS)

جدید دور کے زیادہ تر حصے میں سب سے زیادہ زور ترقی پر دیا گیا ہے۔ کئی دہائیوں سے قدرتی وسائل کے بے پناہ استعمال اور ترقی کے ایسے نمونے کی تخلیق میں، جس سے پہلے سے ہی کم ہونے والے قدرتی وسائل کے زیادہ استحصال کا مطالبہ بڑھ جاتا ہے، کے بارے میں تشویش کا اظہار کیا جاتا رہا ہے۔ ترقی کے اس نمونے کی اس لیے بھی تنقید ہوئی ہے، کہ اس میں یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ اس سے سبھی طبقوں کو فائدہ پہنچے گا۔ اس طرح بڑے باندھ لوگوں کو ان کے گھروں اور ذریعۂ معاش سے الگ کر دیتے ہیں اور صنعت کسانوں کو ان کے گھروں اور ذریعۂ معاش سے محروم کر دیتی ہے۔ صنعتی آلودگی کے اثرات کی ایک الگ ہی کہانی ہے۔ یہاں ہم ماحولیاتی تحریک سے متعلق مختلف امور کو جاننے کے لیے اس کی صرف ایک مثال سامنے رکھتے ہیں۔

سرگرمی 8.6

اپنے علاقے میں ماحولیاتی آلودگی کی چند مثالوں کا پتہ لگائیے اور بحث کیجیے۔ آپ اپنی دریافت کی ہوئی مثالوں کی پوسٹر نمائش بھی لگا سکتے ہیں۔

سکلانا میں عالمی یوم ماحولیات پر یکجا چپکو تحریک کار، 1986

بہترین مثال ہے۔ رام چندر اگہا کی کتاب ''ان کوائٹ ووڈس'' کے مطابق گاؤں کے باشندے اپنے گاؤں کے قریب کے اوک (Oak) اور Rhododendron کے جنگلوں کو بچانے کے لیے ایک ساتھ آگے آئے۔ سرکاری جنگل کے ٹھیکے دار درختوں کو کاٹنے آئے تو گاؤں والے بشمول خواتین آگے بڑھے اور کٹائی کو روکنے کے لیے درختوں سے چپک گئے۔ گاؤں والوں کی زندگی کی گزر بسر کا مسئلہ سامنے تھا۔ سبھی لوگ ایندھن کے لیے لکڑی، چارا اور دیگر روزمرہ کی ضرورتوں کے لیے جنگلوں پر منحصر تھے۔ اس کشاکش نے غریب گاؤں والوں کی ذریعہ معاش کی ضرورتوں کو لکڑی فروخت کر کے آمدنی کمانے کی حکومت کی خواہش کے مقابل کھڑا کردیا۔ گزر بسر کی معیشت منافع کی معیشت کے مقابل تھی۔ سماجی نابرابری کے اس مسئلے (جس میں گاؤں والوں کے سامنے کمرشیل اور سرمایہ دارانہ مفادات کی نمائندگی کرنے والی حکومت تھی؟ کے ساتھ چپکو تحریک نے ماحولیاتی تحفظ کے نتیجے میں علاقے میں تباہ کن سیلاب اور زمینوں کا دھنسنا واقع ہوا۔ گاؤں والوں کے لیے 'لال' اور 'ہرے' مسائل ایک دوسرے سے وابستہ تھے جب کہ ان کی بقا جنگلوں کے باقی رہنے پر منحصر تھی۔ وہ جنگلوں کو سب کو فائدہ پہنچانے والی ماحولیاتی دولت کے طور پر بھی قدر کرتے تھے۔ اس کے ساتھ چپکو تحریک نے دور دراز کے میدانی علاقوں میں واقع حکومت کے ہیڈ کوارٹر جو اُن کی متعلقہ تشویش کے تئیں بے نیاز اور مخالف معلوم ہوتا تھا، کے خلاف پہاڑی گاؤں والوں کی ناراضگی کا بھی اظہار کیا۔ اس طرح معیشت، ماحولیاتی اور سیاسی نمائندگی کی فکر بھی چپکو تحریک کی بنیاد تھی۔ ماحول کی بہتری کے لیے درختوں کا ہونا ضروری ہے۔ یکساں طور پر صاف ستھرا ماحول، صاف پانی اور ارد گرد صفائی پر محیط ہوتا ہے اور یہ اہم بھی ہے۔ ان تمام باتوں کو نظر میں رکھتے ہوئے حکومت ہند نے حال ہی میں ''انٹیگریٹیڈ گنگا کنزرویشن مشن Intergrated Ganga Conservation Mission) (نمامی گنگے، Namami Gange'' اور ''سوچھ بھارت ابھیان'' کو شروع کیا۔ یہ ایسے منصوبے ہیں جو ملک کے ماحول کو بہتر بنائیں گے اور توازن قائم کرنے کے عمل کو جاری رکھنے کی کوشش کریں گے۔

جنگلوں کی کٹائی پر بحث کرتے ہوئے لوگ، جوناگڈھ، ہماچل پردیش

باکس 8.5

چپکو تحریک

1970 کی غیر معمولی بارش میں تباہ کن سیلاب آیا جو ہماری یادداشت میں تازہ ہے۔ الک نندہ وادی میں پانی نے 100 مربع کلومیٹرز مین کو ڈبو دیا تھا، 6 دھاتی پلوں، 10 کلومیٹر کی موٹر سڑک، 24 بسوں اور دیگر بہت سی گاڑیوں کو بہا دیا، 366 گھر گر گئے اور 500 ایکڑ دھان کی کھڑی فصل برباد ہوگئی۔ انسانوں اور جانوروں کی کئی زندگیاں ختم ہوگئیں۔

..... 1970 کا سیلاب خطے کی ماحولیاتی تاریخ میں ایک فیصلہ کن موڑ کی نشان دہی کرتا ہے۔ گاؤں والے جنھوں نے تباہی کی مار برداشت کی تھی، اب جنگلوں کی اندھادھند کٹائی، زمینوں کے کھسکنے اور سیلاب کے درمیان اب تک کے نازک رشتوں کو سمجھنے لگے تھے۔ یہ دیکھا گیا کہ وہ گاؤں جو زمین یا چٹان کے گرنے سے سب سے زیادہ متاثر ہوئے تھے براہ راست ان جنگلوں کے نیچے واقع تھے جہاں درختوں کی کٹائی کی گئی تھی۔

......گاؤں والوں کا معاملہ چمولی ضلع میں واقع ایک کوآپریٹیو تنظیم وشوی گرام سوراج سنگھ (DGSS) نے اٹھایا۔

......ان ابتدائی احتجاج کے باوجود حکومت نے نومبر میں جنگلوں کی سالانہ نیلامی کردی۔ دی جانے والی قطعہ زمین میں سے ایک زینی جنگل تھا۔

......ٹھیکے دار کے آدمیوں نے، جو جوشی مٹھ سے رینی جارہے تھے، رینی سے پہلے ہی بس رکوائی۔ گاؤں کے باہر سے ہی وہ جنگل کی طرف جارہے تھے۔ ایک چھوٹی لڑکی، جس نے مزدوروں کو ان کے اوزاروں کے ساتھ دیکھا تھا، بھاگ کر گاؤں کی مہیلا منڈل کی سربراہ گوری دیوی کے پاس گئی۔ گوری دیوی نے تیزی کے ساتھ دیگر گھر والیوں کو اکٹھا کیا اور جنگل جا پہنچیں۔ جب انھوں نے مزدوروں سے کٹائی کا کام نہ شروع کرنے کی درخواست کی تو شروع میں انھیں گالیاں اور دھمکیاں ملیں۔ جب عورتوں نے جھکنے سے انکار کر دیا تو ان آدمیوں کو آخر کار وہاں سے جانا پڑا۔

باکس 8.5 کے لیے مشق

- کیا یہ طبقے پر مبنی عدم مساوات اور وسائل کی تقسیم کے پرانے معاملے کو اٹھانے والی سماجی تحریک ہے؟
- یا اس میں ماحولیاتی قائم پذیری اور لوگوں کے ثقافتی حقوق جیسے معاملوں کو اٹھایا جارہا ہے۔

باکس 8.6

ہمارے موجودہ اطلاعاتی دور میں پوری دنیا کی سماجی تحریکیں غیر سرکاری تنظیموں، مذہبی اور انسانیت پرست گروہوں، انسانی حقوق کی انجمنوں، صارف تحفظ کی وکالت کرنے والوں، ماحولیاتی تحریک کاروں اور مفاد عامہ کے لیے مہم جوئی کرنے والے دیگر لوگوں پر مشتمل ایک بڑے علاقائی اور بین الاقوامی نیٹ ورک میں یکجا ہونے کی اہل ہیں...... مثال کے طور پر سیٹل (seattle) میں عالمی تجارتی تنظیم کے خلاف ہونے والے زبردست مظاہرے کو جزوی طور پر انٹرنیٹ پر مبنی نیٹ ورک کے ذریعہ منظم کیا گیا تھا۔

باکس 8.6 کے لیے مشق

درج بالا متن کو پڑھیں اور بحث کریں کہ کس طرح سماجی تحریکیں بھی عالم گیر ہو جاتی ہیں۔ٹکنالوجی اس میں کس طرح مددگار ہوتی ہے؟ سماجی تحریکوں کے ذریعہ ادا کیے جانے والے کردار میں یہ کس طرح تبدیلی پیدا کرتی ہیں؟

8.5 طبقے پر مبنی تحریکیں (CLASS BASED MOVEMENTS)

کسان تحریکیں (PEASANT MOVEMENTS)

کسان تحریک یا زراعت سے متعلق جدوجہد نوآبادیاتی دور کے ابتدائی دنوں میں شروع ہوئی تھی۔ یہ تحریکیں 1858 اور 1914 کے دوران مقامی جداگانہ اور مخصوص شکایات تک محدود ہونے کی طرف مائل تھیں۔ 62–1859 کی بغاوت جونیل کی کاشت کے خلاف تھی اور 1857 کے دکن فسادات جو مہاجنوں کے خلاف تھے، کافی مشہور ہوئے۔ اس سے وابستہ چند معاملے آنے والے دور میں بھی جاری رہے اور مہاتما گاندھی کی قیادت میں وہ جزوی طور پر تحریک آزادی سے جڑ گئے۔ مثال کے طور پر باردولی ستیاگرہ (1928 میں سورت ضلع میں) ایک لگان مخالف مہم تھی جو ملک گیر عدم تعاون تحریک کا ایک حصہ تھی۔ یہ مال گزاری ادا کرنے سے انکار کی ایک مہم تھی۔ 18–1917 میں چمپارن ستیہ گرہ ہوا جو نیل کی کاشت کے خلاف کیا گیا تھا۔ 1920 میں برطانوی حکومت اور بعض خطوں میں مقامی حکمرانوں کی جنگلاتی پالیسیوں کے خلاف احتجاجی تحریک برپا کی گئی۔ باب 1 میں ساختی تبدیلیوں پر ہماری بحث کو یاد کریں۔

1920 اور 1940 کے درمیان کسان تنظیمیں بھی سامنے آئیں جن میں پہلی تنظیم بہار صوبائی کسان سبھا (1929) تھی اور 1936 میں آل انڈیا کسان سبھا کا ظہور ہوا۔ سبھاؤں کے ذریعہ کسان منظّم ہوئے اور انھوں نے مطالبہ کیا کہ کسانوں، مزدوروں اور استحصال کے شکار سبھی طبقات کو معاشی استحصال سے نجات حاصل ہو۔ آزادی کے وقت ہمیں دو اہم کسان تحریکیں دیکھنے کو ملتی ہیں جن میں پہلی تحریک تبھاگا (Tebhaga) تحریک (47–1946) اور دوسری تلنگانہ تحریک (51–1946) تھی۔ پہلی جدوجہد بنگال اور شمالی بہار کی متحدہ کاشت والوں کی تھی جنھیں اپنی پیداوار کا دو تہائی حصہ نہ کہ روایتی طور پر نصف حصہ دینا ہوتا تھا۔ اسے کسان سبھا اور کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا (CPI) کی حمایت حاصل تھی۔ دوسرے حیدرآباد کی رجواڑہ ریاست جاگیردارانہ صورت حال کے خلاف تھی جس کی قیادت کمیونسٹ پارٹ آف انڈیا نے کی تھی۔

> **سرگرمی 8.7**
>
> نکسلی تحریک کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں:
> - ابتدائی سال
> - موجودہ دور
> - امور
> - احتجاج کا انداز
>
> بحث کریں۔ باب 4 کو دوبارہ پڑھیں اور شناخت کریں کہ تحریک کے لیے کون سے سماجی اسباب ذمہ دار ہو سکتے ہیں۔

بعض معاملے جو کہ نوآبادیاتی دور میں بہت موثر تھے، آزادی کے بعد ان میں تبدیلی آئی۔ دیہی علاقوں میں زمینی اصلاحات، زمین داری کے خاتمے، زمینی محاصل کی کم ہوتی ہوئی اہمیت اور لوگوں کے ادھار دینے کے نظام میں تبدیلی کی شروعات ہوئی۔ 1947 کے

بعد کے دور کی خصوصیت کا تعین بڑی سماجی تحریکوں کے ذریعہ کیا جاتا تھا۔ یہ تھیں: نکسلی جدوجہد اورنئی کسان تحریکیں۔ نکسلی تحریک بنگال میں نکسل باڑی کے خطے میں (1967) شروع ہوئی تھی۔

کسانوں کا بنیادی مسئلہ زمین کا تھا۔ آپ دیہی ہندوستان کی زرعی ساخت میں ہونے والی تیز تقسیم کو باب 4 میں واضح طور پر سمجھ چکے ہیں۔ باکس 8.7 اور 8.6 میں آپ کو ان تحریکوں کے بارے میں مختصراً واقف کرایا گیا ہے۔

باکس 8.7

سلی گوڑی سب ڈویژن کے کسانوں کا اجلاس ایک عظیم کامیابی ثابت ہوا۔ اپنی سابقہ تشدد پسند جدوجہد کے ذریعہ کسانوں کا حوصلہ بڑھا اور انھیں تقویت مل چکی تھی۔ وہ آگے کے لیے کافی پُر امید تھے۔ جوتے داروں کے کھیتوں میں دھوپ اور بارش کے دوران شدید محنت کے معمولات سے مزدوروں کے مرجھائے اور بجھے بجھے چہروں پر امید اور حقیقت کی سمجھ سے چمک سی پیدا ہوگئی تھی۔ کانو سانیال کے بعد کے دعوؤں کے مطابق مارچ سے اپریل 1967 تک سبھی گاؤں والے منظّم ہو چکے تھے۔ 15,000 سے 20,000 تک کسانوں کا کل وقتی کارکنان تحریک کے طور پر اندراج ہوا۔ ہر ایک گاؤں میں کسان کمیٹیاں بنیں اور انھوں نے مسلح گارڈ کی حیثیت اختیار کر لی۔ انھوں نے جلد ہی زمینوں کو کسان کمیٹیوں کے نام سے زیر تصرف کر لیا، زمین کے ان سبھی ریکارڈوں کو جلا دیا گیا جن کی بنیاد پر انھیں ان کے واجبات سے محروم رکھا جاتا تھا، گروی رکھ لیے گئے سبھی قرضوں کو رد کر دیا گیا، ظالم زمین مالکوں کے لیے موت کی سزا کا اعلان کیا گیا، زمین مالکوں سے بندوقیں چھیننے کے لیے مسلح ٹولیوں کی تشکیل کی گئی۔ اپنے آپ کو روایتی ہتھیاروں جیسے تیر، کمان اور بھالے وغیرہ سے لیس کیا گیا اور گاؤں کی نگہبانی کے لیے متوازی انتظامیہ کی تشکیل کی گئی......

ماخذ: سمنتا (Sumanata) بنرجی: نکسل باری اینڈ دی لیفٹ مومینٹ (ادارت) گھنشیام شاہ، سوشل مومینٹ اینڈ دی اسٹیٹ (سیج (Sage)، دہلی 2002)، صفحہ 192–125

باکس 8.8

گوریلا تحریک 24 نومبر 1968 کو گوڈاپادو کے قریب کے میدانی علاقے میں گروڑ بھورا میں ایک امیر زمین مالک کی زمین پر فصل کو جبراً کٹوانے کے ذریعہ شروع ہوئی۔ زیادہ موثر کارروائی وہ تھی جو دوسرے دن پہاڑی علاقے میں ہوئی جب پاروتی پورم ایجنسی علاقے کے پونڈا گوانتلی گاؤں میں بہت سے گاؤں کے تقریباً 250 گری جنوں نے تیر، کمان اور بھالوں سے زمین مالک اور مہاجن۔۔۔۔ کے گھر پر یورش کر دی اور اس کے جمع کیے ہوئے دھان، چاول اور دیگر غذائی اشیا اور 20,000 روپے کے بقدر جائیداد اور دستاویزات پر قبضہ کر لیا۔

باکس 8.7 اور 8.8 کے لیے مشق

باکس 8.7 اور 8.8 بغور پڑھیں اور حکمت عملیوں کی شناخت کریں۔

عصری ہندوستان میں بہت سے زرعی مسائل اب بھی برقرار ہیں۔ باب 4 میں تفصیلی طور سے اس پر بحث کی گئی ہے۔ نکسلی تحریک آج بھی ایک بڑھتی ہوئی قوت ہے۔

نام نہاد 'نئی کسان' تحریک پنجاب اور تملناڈو میں 1970 کی دہائی سے شروع ہوئی۔ یہ علاقائی بنیاد پر منظم اور پارٹی بنیاد سے مبرّا تھی جس میں بڑے کسانوں کے بجائے چھوٹے کاشت کار تھے۔ (بڑے کسان انھیں کہا جاتا ہے جو اشیا کی پیداوار اور خریداری دونوں ہی شکل میں بازار سے وابستہ ہوتے ہیں)۔ تحریک کا بنیادی نظریہ مضبوطی کے ساتھ ریاست اور شہر مخالف تھا۔ مطالبہ کی بنیاد میں قیمت اور متعلقہ امور تھے۔ (مثال کے طور پر قیمت وصولی، منافع بخش قیمتیں، زراعت کی اصل کاری قیمتیں، ٹیکس اور ادھار کی) تحریک کے نئے طریقوں کو اپنایا گیا جیسے سڑکوں اور ریل راستوں کو بند کرنا، سیاست دانوں اور منتظمین کے لیے گاؤں میں داخلے کو ممنوع کرنا اور اسی طرح کے دیگر کام۔ یہ دلیل دی جاتی ہے کہ کسان تحریکوں کے ماحول اور عورتوں کے امور سمیت اس ایجنڈے اور نظریہ میں وسعت پیدا ہوئی ہے لہٰذا انھیں عالمی سطح پر نئی سماجی تحریکوں کے ایک جزو کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

مزدوروں کی تحریک (WORKERS' MOVEMENTS)

ہندوستان میں کارخانوں سے پیداوار کا عمل 1860 کے ابتدائی حصے میں شروع ہوا۔ آپ کو نوآبادیاتی دور میں صنعت کاری کے مخصوص کردار پر ہماری بحث یاد ہوگی۔ نوآبادیاتی حکومت میں تجارت کا ایک عام انداز اپنایا جارہا تھا جس کے تحت خام مال کی پیداوار کا حصول ہندوستان سے کیا جاتا تھا اور مملکت متحدہ میں تیار کیے گئے مال کی نوآبادی میں فروخت کاری کی جاتی تھی۔ ان فیکٹریوں کو اس طرح کلکتہ (کولکاتہ) اور باجے (ممبئی) جیسے بندرگاہی شہروں میں قائم کیا گیا۔ بعدازاں یہ فیکٹریاں مدراس (چنئی) میں بھی قائم کی گئیں۔ چائے باغات کی شروعات 1839 کے آس پاس کی گئی۔

نوآبادیاتی دور کے ابتدائی مراحل میں مزدوری بہت کم تھی کیونکہ نوآبادیاتی نظام نے ان کی تنخواہوں اور کام کی شرائط کے بارے میں کوئی ضابطہ نہیں بنایا تھا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ نوآبادیاتی حکومت نے چائے کے باغات میں مزدوروں کی فراہمی کو کس طرح یقینی بنایا تھا (باب 1)

اگرچہ بعد میں مزدور یونین بنیں مزدوروں نے احتجاج کیا لیکن ان کی کارروائی اس وقت بہر حال مسلسل جاری رہنے کے بجائے خود بخود یا بے ساختہ ہوا کرتی تھیں۔ چند قوم پرست رہنماؤں نے نوآبادیاتی مخالف تحریک میں مزدوروں کو بھی شامل کرلیا۔ جنگ کے سبب ملک میں صنعتوں کی وسعت تو ضروری ہوئی لیکن اس سے غریبوں کی پریشانی بھی بہت بڑھی۔ غذا کی قلت ہوئی اور قیمتوں میں اضافہ ہوا بایں میں ٹکسٹائل ملوں میں ہڑتال کی ایک لہر چل پڑی۔ ستمبر-اکتوبر 1917 میں تقریباً 30 ہڑتالیں مندرج ہوئیں۔ کولکاتہ میں جوٹ مزدوروں نے کام روک دیا۔ مدراس میں بکنگھم اور کرناٹک ملس کے مزدوروں نے اجرتوں میں اضافہ کے لیے کام بند کردیا۔ احمد آباد کی کپڑا مل کے مزدوروں نے 50 فی صد اجرت بڑھانے کا مطالبہ کرتے ہوئے کام بند کردیا۔ (بھومک: 2004)

پہلی ٹریڈ یونین اپریل 1918 میں ایک سماجی کارکن اور تھیوسوفکل سوسائیٹی کے ممبر بی۔ پی واڈیا کے ذریعہ قائم کی گئی۔ اسی سال مہاتما گاندھی نے ٹکسٹائل لیبر ایسوسی ایشن (ٹی ایل اے) قائم کی۔ 1920 میں بامبے میں آل انڈیا ٹریڈ یونین کانگریس یعنی ایٹک (AITUC) کا قیام عمل میں آیا۔ ایٹک وسیع بنیاد پر قائم تنظیم تھی جو متنوع نظریات پر مبنی تھی۔ اہم نظریاتی گروہوں کی قیادت کمیونسٹ ایس اے ڈانگے اور ایم این رائے کے ذریعہ کی گئی۔ اعتدال پسندوں کی قیادت ایم جوشی، وی وی گری اور قوم پرست

اوپر: ممبئی کپڑا مل مزدوروں کی ہڑتال 82-1981

بائیں: یونین کے ذریعہ کیے جانے والے مظاہرے میں خواتین مزدور، ارول، بہار 1987

رہنماؤں کے ہاتھ میں تھی جس میں لالہ لاجپت رائے اور جواہرلعل نہرو جیسے لوگ بھی شامل تھے۔

AITUC کی تشکیل سے نوآبادیاتی حکومت مزدوروں کے ساتھ معاملہ کرنے میں زیادہ محتاط ہوگئی۔ اس نے مزدوروں کو کچھ رعایتیں دے کر بے اطمینانی کو کم کرنے کی کوشش کی۔ 1922 میں حکومت نے چوتھا فیکٹری ایکٹ پاس کیا جس میں کام کے گھنٹوں کو کم کر کے 10 گھنٹے کر دیا گیا۔ 1926 میں مزدور یونین ایکٹ پاس کیا گیا جس میں ٹریڈ یونینوں کے رجسٹریشن کا اہتمام کیا گیا۔ اس میں چند ضوابط بھی پیش کیے گئے۔ 1920 کی دہائی کے وسط میں ایکٹ سے تقریباً 200 یونین ملحق ہوگئیں اور اس کی ممبر شپ تقریباً 250,000 تک پہنچ گئی۔

سرگرمی 8.8

ایک مہینے تک پابندی کے ساتھ خبریں پڑھیں یا سنیں اور ٹریڈ یونینوں کے ذریعہ اٹھائے جانے والے امور سے متعلق معلومات یکجا کریں
■ گلوبلائزیشن کے سیاق وسباق میں بحث کریں۔

برطانوی حکومت کے آخری چند سالوں کے دوران کمیونسٹوں نے ایٹک پر نمایاں طور پر کنٹرول حاصل کرلیا۔ مئی 1947 میں انڈین نیشنل کانگریس نے ایک دیگر یونین جسے انڈین نیشنل ٹریڈ یونین کانگریس (INTUC) کہا گیا، بنانے کو ترجیح دی، 1947 میں ایٹک میں تقسیم سے سیاسی پارٹیوں کے خطوط پر مزید تقسیم کی راہ آسان ہوں۔ قومی سطح پر مزدور طبقے کی تحریک سیاسی پارٹیوں کے خطوط پر تقسیم ہوئی، اس کے علاوہ 1960 کی دہائی کے آخر سے علاقائی پارٹیوں نے بھی اپنی ذاتی یونینوں کی شروعات کی۔

67-1966 میں معیشت میں کساد بازاری پیدا ہوئی جس میں پیداوار میں کمی آئی اور اس کے نتیجے میں روزگار میں کمی ہوئی۔ دوسری طرف انتشار اور بے اطمینانی تھی۔ 1974 میں ریلوے ملازمین کی زبردست ہڑتال ہوئی۔ ریاست اور ٹریڈ یونین کے درمیان مقابلے میں تیزی پیدا ہوئی۔ 77-1975 میں ایمرجنسی کے دوران حکومت نے مزدور یونینوں کی سرگرمیوں پر بندش لگادی۔ یہ قلیل مدتی تھا۔ مزدوروں کی تحریک شہری آزادی کے لیے ایک بڑی جدوجہد کا اہم حصہ تھی۔

گلوبلائزیشن کے عصری سیاق وسباق میں آپ نے پڑھا کہ ہونے والی تبدیلیوں کا مزدوروں پر کیا اثر پڑا۔ ٹریڈ یونینوں کے سامنے جو چیلنج تھے وہ بھی نئے طرح کے تھے۔ آپ کو انھیں سمجھنے کے لیے باب 5 اور 6 کو دوبارہ پڑھے جانے کی ضرورت ہے۔

8.6 ذات پر مبنی تحریکیں (CASTE BASED MOVEMENTS)

دلت تحریک (THE DALIT MOVEMENT)

خودداروں کا سورج شعلے میں جل اٹھا۔
ان ذاتوں کو اسے جلانے دو!
چکنا چور، شکستہ، تباہ کرنے دو نفرت کی ان دیواروں کو
ٹکڑے ٹکڑے کرنے دو ان صدیوں پرانے اندھے پن کے مکتب کو
اٹھ کھڑے ہو، اے لوگو!

دلتوں کی سماجی تحریک ایک مخصوص کردار ظاہر کرتی ہے۔ محض معاشی استحصال اور سیاسی دباؤ کے حوالے سے ان کی توضیح اطمینان بخش طور پر نہیں کی جاسکتی، حالانکہ یہ پہلو بھی بہت اہم ہے۔ یہ ایک انسان کے طور پر شناخت کرنے کی، خود اعتمادی اور خود فیصلہ سازی کے لیے جدوجہد ہے۔ یہ چھوا چھات میں پنہاں رسوائی کو ختم کرنے کی بھی جدوجہد ہے۔ اسے لمس کیے جانے کی جدوجہد بھی کہا جاتا ہے۔

دلت لفظ کا استعمال عام طور پر مراٹھی، ہندی، گجراتی اور دیگر ہندوستانی زبانوں میں غریب اور دبے کچلے یا ستائے گئے لوگوں کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس کا نئے سیاق وسباق میں پہلا استعمال مراٹھی میں 1970 کی دائی کے آغاز میں باباصاحب امبیڈکر

کے پیروکاروں نے نئے بودھوں کے لیے کیا تھا۔اس کا مطلب ان لوگوں سے تھا جنھیں ان کے اوپر کے لوگوں کے ذریعہ قصداً تباہ و برباد کیا گیا تھا۔اس لفظ میں خود آلودگی یا ناپاکی کی فطری تردید کرم اور منصفانہ جاتی درجہ بندی فطری طور پر موجود ہے۔

ملک میں حال یا ماضی میں کوئی ایک متعدہ دلت تحریک نہیں ہوئی ہے۔مختلف تحریکوں نے دلتوں سے متعلق مختلف امور کو مختلف نظریات کے تحت نمایاں کیا ہے۔تاہم سبھی میں ایک دلت شناخت کی بات کہی گئی ہے اگر چہ اس کے معنی ہر ایک کے لیے یکساں یا جامع نہیں ہیں۔دلت تحریکوں کی فطرت اور شناخت کے معنی میں اختلاف کے باوجود ان میں مساوات، عزت نفس اور چھوا چھات کے انسداد کے لیے ایک مشترکہ جستجو ہے۔(شاہ 2001:194) اسے مشرقی مدھیہ پردیش میں چھتیس گڑھ کے میدانی علاقے میں چماروں کی ستنامی تحریک، پنجاب میں آدی دھرم تحریک، مہاراشٹر کی مہار تحریک، آگرہ کے جاٹوں کی سماجی و سیاسی حرکت پذیری میں اور جنوبی ہندوستان میں برہمن مخالف تحریک میں دیکھا جا سکتا ہے۔

عصری دور میں دلت تحریک نے عوامی میدان میں قطعی طور پر مقام حال کر لیا ہے جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔اسی کے ساتھ دلت ادب کو بھی کافی جگہ مل رہی ہے۔

سرگرمی 8.2

دلت ادب کے بارے میں مزید معلوم کیجیے۔دلت تخلیق میں سے اپنی پسند کی کوئی نظم یا اپنی پسند کی کسی کہانی کو منتخب کرکے اس پر بحث کریں

باکس 8.9

اپنے ساتھی مہاروں پر ایک نامعلوم شاعری کی شاعری (1890 کی دہائی)۔
ان کے گھر گاؤں سے باہر ہیں
ان کی عورتوں کے بالوں میں جوئیں ہیں
ننگے بچے کوڑے میں کھیلتے ہیں
وہ سڑا ہوا گوشت کھاتے ہیں
اچھوت لوگوں کے چہرے پر عاجزی سی دکھائی دیتی ہے
ان میں کوئی تعلیم نہیں ہے۔
وہ گاؤں کی دیویوں اور دیتیہ دیوتاؤں کے نام سے ہی واقف ہیں۔
لیکن برہما کا نام انھیں نہیں معلوم۔

دلت ادب پوری طرح چتر ورن نظام اور ذات کی درجہ بندی کے خلاف ہے جنھیں یہ نچلی ذاتوں کی تخلیقیت اور کلی وجود کو کچلنے کا ذمہ دار سمجھتے ہیں۔دلت مصنفین اپنے خود کے تجربے اور ادراک کی بنیاد پر اپنے تخیل اور اظہار کا استعمال کرنے پر اصرار کرتے ہیں۔بہت سے لوگ مانتے ہیں کہ اصل دھارا والے سماج کا اعلیٰ سماجی تخیل صداقت کو ظاہر کرنے کے بجائے اسے چھپائے گا۔دلت ادب سماجی وثقافتی انقلاب کا تقاضہ کرتا ہے جب کہ بعض وقار اور شناخت کے لیے ثقافتی جدوجہد پر زور دیتے ہیں بہت سے دیگر سماج کی ساختی خصوصیات کے ساتھ ہی معاشی جہات کو بھی اس میں شامل کرتے ہیں۔

باکس 8.10

ماہرین سماجیات کے ذریعہ دلت تحریکوں کو درجہ بند کرنے کی کوشش سے یہ مانا جانے لگا ہے کہ وہ سبھی اقسام جیسے اصلاحی، نجات دہی اور انقلاب سے متعلق ہیں۔

......ذات مخالف تحریک جو 19 ویں صدی میں جیوتی با پھولے کی تحریک سے غیر برہمن تحریک کی شکل میں مہاراشٹر اور تملناڈو میں آگے بڑھائی گئی اور جسے ڈاکٹر امبیڈکر کی قیادت میں فروغ ملا جس میں سبھی طرح کی خصوصیات تھیں۔ سماج کی اصلاح میں یہ زیادہ بہتر طور پر انقلابی اور افراد کے حوالے سے نجات دینے والی تھی۔ جزوی سیاق وسباق میں مابعد امبیڈکر دلت تحریکوں میں انقلابی عمل رہا ہے۔ اس نے زندگی کے متبادل طریقے فراہم کیے جو بعض نکات پر بنیادی اور ہمہ گیر تھے جس میں رویّے میں تبدیلیوں جیسے گائے کا گوشت کھانے کو ترک کرنے سے لے کر مذہب کی تبدیلی تک سبھی کچھ شامل تھا۔ یہ پورے سماج کو تبدیل کرنے پر مرکوز تھا، ذات کی بنیاد پر ہونے والے ظلم اور معاشی استحصال کو ختم کرنے کے بنیادی انقلابی ہدف سے درج ذات کے ممبران کو سماجی حرکت پذیری فراہم کرنے کے محدود ہدف تک شامل تھا۔

لیکن مجموعی طور پر...... یہ تحریک ایک اصلاحی تحریک رہی ہے۔ اس نے ذات کی بنیاد پر حرکت پذیری فراہم کی لیکن ذات کو نابود کرنے کے لیے صرف بے دلی سے کوشش کی گئی۔ اس میں کوشش کر کے کچھ حقیقی لیکن محدود سماجی تبدیلی حاصل کی گئی خاص طور پر دلتوں میں تعلیم یافتہ طبقوں کے لیے یہ اب تک اطمینان بخش طور پر دنیا میں سب سے زیادہ غریب عوام کی انسداد غربت کے لیے سماج کی کایا پلٹ میں ناکام رہا ہے۔

باکس 8.10 کے لیے مشق

- دلت تحریکوں کو اصلاحی کے ساتھ نجات دہندہ بھی کہا جا سکتا ہے، اسباب کی شناخت کیجیے؟
- کیا آپ باکس میں دیے گئے خیالات سے متفق ہیں، بحث کریں؟

پسماندہ طبقات سے متعلق ذاتوں کی تحریکیں (BACKWARD CLASS CASTES MOVEMENTS)

پسماندہ ذاتوں یا طبقات کا سیاسی اکائیوں کی شکل میں ظہور نو آبادیاتی اور مابعد نو آبادیاتی دونوں سیاق وسباق میں ہوا ہے۔ نو آبادیاتی ریاست میں سے اکثر نے اپنی سرپرستی ذات کی بنیاد پر فراہم کی، اس لیے لوگوں کی اداراتی زندگی میں سماجی اور سیاسی شناخت کے لیے اپنی ذاتوں میں رہنا معنی خیز ہوتا ہے۔ اس سے یکساں طور پر واقع جاتی گروہوں پر خود کو منظّم کرنا جسے افقی پھیلاؤ کہا جاتا ہے، پر اثر پڑا۔ اس طرح ذات اپنے رسمیاتی مدار چھوڑنے لگی اور سیاسی حرکت پذیری کے لیے زیادہ سے زیادہ سیکولر بن گئی (باب 2 سیکولر کاری پر بحث یاد کریں)۔

پسماندہ طبقات کی اصلاح کا استعمال ملک کے مختلف حصوں میں 19 ویں صدی کے آخر سے کیا جا رہا ہے۔ اس کا زیادہ سے زیادہ استعمال مدراس پریزیڈنسی میں 1872، میسور کی رجواڑہ ریاست میں 1918 سے اور ممبئی پریزیڈنسی میں 1825 سے کیا جا رہا ہے۔ 1920 کی دہائی سے ملک کے مختلف حصوں میں ذات پات کے مسائل کے معاملے پر مختلف تنظیمیں متحد ہوئیں۔ ان میں

صوبہ ہائے متحدہ میں ہندو بیک ورڈ کلاسس لیگ اور آل انڈیا بیک ورڈ فیڈریشن شامل ہیں۔1954 میں پسماندہ طبقات کے لیے 88 تنظیمیں کام کر رہی تھیں۔

اونچی ذات کا ردّعمل (THE UPPER CASTE RESPONSE)

دلتوں اور دیگر پسماندہ طبقات کے بڑھتے ہوئے اثرات نے اونچی ذاتوں کے بعض طبقات میں یہ خیال پیدا کیا کہ ان کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ انھیں لگتا ہے کہ ان کے اقلیت ہونے کے سبب حکومت ان کی کوئی پرواہ نہیں کرتی۔ ماہرین سماجیات کے طور پر ہمیں یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ ایسے احساسات کا وجود ہے اور ہمیں اس کی تحقیق کی ضرورت ہے کہ کس حد تک اس طرح کے تاثرات یا احساسات تجرباتی حقائق پر مبنی ہیں۔ ہمیں یہ بھی معلوم کرنے کی ضرورت ہے کہ ان نام نہاد اونچی ذاتوں کی سابقہ نسلوں نے 'ذات' کو جدید ہندوستان کی ایک جاندار حقیقت کے طور پر کیوں نہیں دیکھا؟ باکس 8.12 میں ایک واضح سماجی توضیح فراہم کی گئی ہے۔

خلاصہ کلام کے طور پر اگر آزادی سے پہلے کی رائج صورت حال سے موازنہ کیا جائے تو آج سب سے نچلی ذاتوں اور قبائلی سمیت سبھی سماجی گروہوں کی حالت میں بہتری پیدا ہوئی ہے، لیکن اس میں کس حد تک بہتری پیدا ہوئی ہے؟ باقی کی آبادی کے مقابلے انتہائی نچلی ذاتوں یا قبائلی گروہوں کی کیا حالت رہی ہے؟ یہ سچ ہے کہ 21 ویں صدی کی ابتدا میں سبھی جاتی گروہوں میں مختلف قسم کے روزگار اور پیشے آج کی نسبت زیادہ وسیع تھے۔ تاہم یہ وسیع سماجی حقیقت کو نہیں بدلتا کہ اعلیٰ ترین یا زیادہ ترجیحی پیشوں میں اکثریت نچلی ذاتوں کی ہے۔ تفریق اور علاحدگی کے امور پر کتاب 1 میں کسی حد تک بحث کی گئی ہے۔

باکس 8.11

بنیادی حقوق، اقلیتوں وغیرہ کے مسئلے پر صلاح کار کمیٹی کی تشکیل کی تجویز پیش کرتے ہوئے جی بی پنت نے اپنی تقریر میں درج ذیل خیالات کا اظہار کیا۔ ہمیں دبائے ہوئے طبقات، درج فہرست ذاتوں اور پسماندہ طبقات کی خصوصی نگہداشت کرنی ہوگی۔ انھیں عام سطح پر لانے کے لیے ہم جو کر سکتے ہیں اسے ضرور کرنا چاہیے۔ زنجیر کی طاقت کی پیمائش اس کی سب سے زیادہ کمزور کڑی کے ذریعہ کی جاتی ہے، اور اس لیے جب تک سب سے کمزور کڑی کو طاقتور نہیں بنایا جاتا تب تک ہمیں ایک صحت مندانہ سیاست نہیں حاصل ہوگی۔

حالیہ سالوں میں ریاستوں میں ان طبقات کو ریزرویشن دیے جانے سے متعلق فیصلوں کے لیے پھر سے ایک نئی بحث شروع ہوگئی ہے۔

باکس 8.12

نہرو کے دور میں پیدا ہونے والی نسلوں نے ذات کو ایک قدیم گذرے ہوئے تصور کے طور پر دیکھا۔ ذات کا نظریہ اس نئے متوسط طبقے پر بالخصوص حاوی تھا جسے (جیسے کہ میں) اپنی روایتی اعلیٰ ذات کی حیثیت کا طویل تجربہ تھا لیکن جو حال ہی میں نئے شہری اور پروفیشنل مڈل طبقاتی ماحول میں شامل ہوئے تھے۔ اس نئے متوسط طبقاتی ماحول میں پرورش پائے ہوئے مجھ جیسے لوگوں کی ذات ایک گذری ہوئی چیز تھی۔ مانا کہ رسمیات کے مواقع پر خاص کر شادی وغیرہ کی تقاریب میں اسے کسی پرانے صندوق سے جھاڑ پوچھ کر نکالی گئی بھولی بسری شے کی طرح پیش کیا جاتا تھا لیکن ہمیں نہیں لگتا کہ شہری روزمرہ زندگی میں ذات کا اتنا فعال کردار ہے۔

اب جا کر یوں کہیے کہ منڈل کے بعد ہمیں یہ سمجھ میں آنے لگا ہے کہ شہری متوسط طبقے کے ضمن میں ذات تقریباً غائب سی کیوں تھی۔ سب سے اہم وجہ بے بسی بھی ہے کہ اس سیاق وسباق میں اونچی ذاتوں کا زبردست دبدبہ تھا۔ اس ہم جنسیت نے ذات کو سماجی بصارت کی سطح کے نیچے دبا کر آنکھوں سے اوجھل کر دیا۔ اگر آپ صرف اپنی ہی برادری کے لوگوں سے محصور ہوں تو ذات کی شناخت کا

سوال ہی نہیں اٹھے گا،ٹھیک اسی طرح جیسے غیر ملک میں رہتے ہوئے ہمیں ہندوستانی ہونے کا ہمیشہ خیال رہتا ہے لیکن ہندوستان میں رہتے ہوئے ہم اسے فراموش کر دیتے ہیں (دیش پانڈے 2003:99)

8.7 قبائلی تحریکیں (THE TRIBAL MOVEMENTS)

ملک بھر میں پھیلے مختلف قبائلی گروہوں کے مسائل یکساں ہو سکتے ہیں لیکن ان میں تفریق بھی اتنی ہی اہم ہے۔ قبائلی تحریکوں میں سے کئی زیادہ تر وسطی ہندوستان کی نام نہاد قبائلی بیلٹ میں واقع رہے ہیں۔ جیسے چھوٹا ناگپور وسنتھال پرگنہ میں واقع سنتھال، ہو، اوراوں منڈا۔ نئے بنے جھارکھنڈ ریاست کا خاص حصہ ان ہی پر مشتمل ہے۔ ہمارے لیے مختلف تحریکوں کے بارے میں تفصیلی گوشوارہ دینا ممکن نہیں۔ مثال کے طور پر جھارکھنڈ پر بحث کریں گے جہاں قبائلی تحریک کی تاریخ سو سال قدیم ہے۔ ہم مشرقی شمالی ریاستوں کی قبائلی تحریکوں کی خصوصیات کے بارے میں مختصراً بات کریں گے لیکن ان کی بھی تفصیل ممکن نہیں کیونکہ ایک ہی علاقے میں جھارکھنڈ قبائلی تحریک کی مختلف شکلیں موجود ہو سکتی ہیں۔

قبائلیوں کی جدو جہد جاری ہے

جھارکھنڈ (JHARKHAND)

2000 میں جنوبی بہار سے الگ کر بنایا گیا جھارکھنڈ ہندوستان کی نئی ریاستوں میں سے ایک ہے۔ اس ریاست کے قیام کی تاریخ میں ایک صدی سے زیادہ کی مزاحمت شامل ہے۔ جھارکھنڈ کے لیے سماجی تحریک کے کرشمائی لیڈر برسا منڈا نام کے ایک آدی واسی تھے جنھوں نے انگریزوں کے خلاف ایک بڑی بغاوت کی قیادت کی۔ اپنی موت کے بعد برسا اس تحریک کی اہم علامت بن گئے ان کے بارے میں کہانیاں اور گیت پورے جھارکھنڈ میں پائے جاتے ہیں۔ برسا کی جدو جہد کی یادداشت تحریروں کے ذریعہ قائم رکھی گئی۔ جنوبی بہار میں کام کرنے والی عیسائی مشنریوں نے اس علاقے میں خواندگی کی اشاعت میں اہم کردار نبھایا۔ خواندہ آدی واسیوں نے اپنی تاریخ اور روایات کے بارے میں لکھا اور ان کے بارے میں معلومات فراہم کی۔ اس سے جھارکھنڈ کے لوگوں کو ایک متحدہ نسلی شعور اور شناخت تخلیق کرنے میں مدد ملی۔

خواندہ آدی واسی دانشور قیادت ابھری، جس نے الگ ریاست کی مانگ وضع کی اور ہندوستان اور غیر ممالک میں بھی حلقہ اثر کیا۔ جنوبی بہار میں آدی واسی دکّوؤں سے جو مہاجر تاجر اور مہاجن تھے اور جو اسی علاقے میں آ کر بس گئے تھے اور جنھوں نے وہاں کے اصلی باشندوں کی دولت پر قبضہ کر لیا تھا، اصل آدی واسی نفرت کرتے تھے۔ معدنیات سے خوشحال ان خطوں میں کان کنی اور صنعتی جیکٹوں سے ملنے والے زیادہ تر فائدے دکّوؤں کو ملتے تھے، یہاں تک کہ آدی واسی زمینوں کو الگ کر دیا گیا۔ حاشیے پر پہنچائے جانے کے تجربے اور ناانصافی کے اپنے مفہوم کو ایک متحدہ جھارکھنڈی شناخت کی تخلیق اور اجتماعی کارروائی کی ترغیب کے لیے آمادہ کیا جس کے نتیجے میں آخر کار ایک الگ ریاست کی تشکیل ممکن ہوئی۔

وہ امور جن کے خلاف جھارکھنڈ میں تحریک کے رہنماؤں نے احتجاج کیا تھا:

- بڑے آبپاشی پروجیکٹوں اور گولہ باری کی رینج کے لیے زمین کا تصرف؛
- رکے ہوئے سروے، بسانے کی کارروائی اور بند کردے کیمپ وغیرہ۔
- قرضوں، کرائے اور کوآپریٹیو قرضوں کا جمع کرنا، جس کی مزاحمت کی گئی تھی؟
- جنگلاتی اشیا کا قومیانا جس کا انھوں نے بائیکاٹ کیا۔

شمال مشرق (THE NORTH EAST)

آزادی کے حصول کے بعد حکومت ہند نے ریاستوں کی تشکیل کا جو عمل شروع کیا اس نے اس علاقے کے سبھی اہم پہاڑی علاقے کے اضلاع میں انتشاری رجحانات پیدا کیے۔ اپنی الگ شناخت اور روایتی خودمختاری کے تئیں باشعور یہ ذاتیں آسام کے انتظامی مشینری میں شامل کیے جانے کے بارے میں غیر یقینی تھیں۔

> اسی طرح اس علاقہ میں نسلیت کا عروج ایک اجنبی طاقتور نظام کے ساتھ قبیلے کے ربط میں آنے کے نتیجے میں ہوا جو نئی صورت حال کا سامنا کرنے کا جوابی عمل تھا۔ ہندوستانی اصل دھارا سے کافی عرصے تک علاحدہ رکھنے کے سبب یہ قبائلی اپنے عالمی نظریات اور سماجی وثقافتی اداروں کو بیرونی اثرات سے بہت کم بچا کر رکھ پائے.... جب کہ پہلے مرحلے میں الگ رہنے کا رجحان دکھائی دیا، ہندوستانی آئین کے ڈھانچے میں خودمختاری کی تلاش کے ذریعہ یہ رجحان تبدیل ہوا۔
>
> (نانگبری 2003:115)

ایک خاص مسئلہ جو ملک کے مختلف حصوں کی قبائلی تحریکوں کو جوڑتا ہے، قبائلی لوگوں کی جنگلاتی زمینوں سے بے دخلی ہے۔ اس معنی میں ماحولیاتی امور قبائلی تحریکوں کے مرکز میں ہیں۔ اسی طرح شناخت کے ثقافتی اور معاشی امور جیسے عدم مساوات وغیرہ بھی ہیں۔ یہ ہمیں ہندوستان میں قدیم اور نئی سماجی تحریکوں کے بارے میں ابہام کے سوال کی طرف واپس لے جاتا ہے۔

8.8 خواتین کی تحریک (THE WOMEN'S MOVEMENT)

19 ویں صدی کی سماجی اصلاحی تحریکیں اور ابتدائی خواتین تنظیمیں (THE 19TH CENTURY SOCIAL REFORM MOVEMENTS AND EARLY WOMEN'S ORGANISATIONS)

آپ 19 ویں صدی کی سماجی اصلاحی تحریکوں سے بخوبی واقف ہیں جنھوں نے عورتوں سے متعلق کئی امور پیش کیے۔ اس کتاب کے باب 2 اور پہلی کتاب میں بھی انھیں اٹھایا گیا ہے۔ 20 ویں صدی کی ابتدا میں قومی اور مقامی سطح پر خواتین کی تنظیموں میں اضافہ دیکھا گیا۔ ویمنس انڈیا ایسوسی ایشن (WIA, 1971)، آل انڈیا ویمنس کانفرنس (AIWC, 1926)، نیشنل کونسل فار ویمن ان انڈیا (NCWI, 1925)، چند ایسے نام ہیں جنھیں بیان کیا جا سکتا ہے جب کہ ان میں سے کئی کی شروعات محدود دائرۂ عمل میں ہوئی ان میں

وقت کے ساتھ ساتھ وسعت پیدا ہوئی۔ مثال کے طور پر ابتدا میں اے آئی ڈبلیو ای کا خیال تھا کہ خواتین بہبود اور سیاست باہمی طور پر متعلق نہیں ہیں۔ چند سال بعد ہی اس کے صدارتی خطاب میں بیان کیا گیا۔ کیا ہندوستانی مرد یا عورت آزاد ہو سکتے ہیں۔ اگر ہندوستان غلام رہتا ہے؟ ہم اپنی قومی آزادی کے بارے میں کیسے خاموش رہ سکتے ہیں جو کہ سبھی عظیم اصلاحات کی بنیاد ہے۔

دلیل دی جا سکتی ہے کہ سرگرمی کا یہ دور سماجی تحریک نہیں تھا۔ اس کی مخالفت بھی کی جا سکتی تھی۔ آیئے ہم ان خصوصیات کو یاد کریں جو سماجی تحریکوں کی نشاندہی کرتی ہیں۔ ان میں تنظیم، نظریات، قیادت، ایک ساجھا سمجھ اور عوامی امور پہ تبدیلی لانے کا ہدف تھا مجموعی طور پر ایک ایسا ماحول بنانے میں کامیاب ہوئیں جہاں عورتوں کے امور کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا تھا۔

زرعی جدوجہد اور بغاوتیں
(AGRARIAN STRUGGLES AND REVOLTS)

اکثر یہ مانا جاتا ہے کہ صرف متوسط طبقے کی تعلیم یافتہ خواتین ہی سماجی تحریکوں میں شریک ہوتی ہیں۔ جدوجہد کا ایک حصہ کو عورتوں کی شرکت کیگم گشتہ تاریخ کو یاد کرنا ہے۔ نوآبادیاتی دور میں قبائلی اور دیہی علاقوں میں ہونے والی جدوجہد اور بغاوتوں میں عورتوں نے مردوں کے ساتھ حصہ لیا۔ بنگال میں تبھا گا تحریک، نظام کے سابقہ حکومت میں تلنگانہ مسلح جدوجہد اور مہاراشٹر میں وری قبائل کا بندھوا مزدوری کے خلاف بغاوت چند مثالیں ہیں۔

شمالی پہاڑیوں کی ایک خاتون جس کا نام گفیالو تھا، اس نے سول نافرمانی تحریک میں حصہ لیا۔

1947 کے بعد (POST -1947)

ایک سوال جو اکثر اٹھایا جاتا ہے کہ اگر 1947 سے پہلے خواتین تحریک ایک سرگرم تحریک تھی تو بعد میں اس کا کیا ہوا۔ اس کی توضیح یہ کی جاتی ہے کہ قومی تحریک میں حصہ لینے والی بہت سی شریک خواتین قوم کی تعمیر میں لگ گئیں۔ بعض دوسرے تقسیم کے المیے کو اس جمود کا ذمہ دار مانتے ہیں۔

1970 کی دہائی کے وسط میں ہندوستان میں تحریک نسواں کی تجدید ہوئی۔ چند لوگ اسے ہندوستانی تحریک نسواں کا دوسرا دور کہتے ہیں جب کہ بہت سے موضوعات سے اسی طرح بنے رہے پھر بھی تنظیمی حکمت عملی اور نظریات میں تبدیلی ہوئی۔ خود مختار تحریک نسواں کہی جانے والی تحریکوں میں اضافہ ہوا۔ خود مختاری اصطلاح اس حقیقت کی طرف اشارہ تھا کہ ان خواتین تنظیموں سے جن کے سیاسی پارٹیوں سے متعلق تھے سے مختلف یا خود مختار یا سیاسی پارٹیوں سے آزاد تھیں۔ یہ محسوس کیا گیا کہ سیاسی پارٹیاں عورتوں کے امور کو الگ رکھنے کا رجحان رکھتی ہیں۔

تنظیمی تبدیلیوں کے علاوہ چند نئے بھی تھے جن پر توجہ مبذول کی گئی۔ مثال کے طور پر عورتوں کے تئیں تشدد کے بارے میں سالوں سے متعدد تحریکیں چلائی گئی ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ اسکول کی درخواست میں ماں اور باپ دونوں کے نام ہوتے ہیں یہ ہمیشہ سے نہیں تھا۔ اسی طرح خواتین کی تحریکوں کے سبب اہم قانونی تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ زمین کی ملکیت اور روزگار کے امور پر لڑائی جنسی استحصال اور جہیز کے خلاف حقوق کی مانگ کے ساتھ لڑی گئی ہے۔

جہیز مخالف جدو جہد

شاہ جہاں بیگم 'ایپ' اپنی بیٹی کے فوٹو کے ساتھ
جس کا جہیز کے سبب قتل کیا گیا۔

اس بات کو تسلیم کیا جانے لگا ہے کہ سبھی عورتیں کسی نہ کسی طرح مردوں کے مقابلے میں سہولتوں سے زیادہ محروم ہیں لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ سبھی عورتوں کے ساتھ ایک ہی قسم کا امتیاز نہیں ہوتا۔ تعلیم یافتہ عورتوں کی فکر کسان عورتوں سے اسی طرح مختلف ہے جس طرح ایک دلت عورت کی فکر ایک اعلیٰ ذات کی عورت سے۔ آیئے اس تشدد کی مثال دیکھیں۔

اس بات کو بھی اب تسلیم کیا جانے لگا ہے کہ عورتیں اور مرد دونوں ہی غالب جنسی شناختوں سے دوچار ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر پدر اقتداری سماج میں مردوں کو لگتا ہے کہ انھیں طاقتور اور کامیاب ہونا چاہیے۔ یہ مردانگی نہیں ہے کہ کوئی خود کا جذباتی اظہار کرے۔ تب یہ خیال آتا ہے کہ عورتوں اور مردوں دونوں کو آزادی کا حق حاصل ہونا چاہیے۔ بلاشبہ یہ اس خیال پر منحصر ہے کہ حقیقی آزادی کو بڑھانے اور فروغ دینے کا کام اسی وقت ممکن ہوگا جب بے انصافیوں کا خاتمہ ہو۔ جنسی اعتبار سے مساوی سماج عام طور پر دو چیزوں پر قائم ہے۔ خواتین کو تعلیم یافتہ بنایا جائے تاکہ وہ کثیر مقاصد والے کردار کو بخوبی نبھا سکیں اور جنسی تناسب کا توازن حال ہی میں حکومت ہند کی ''بیٹی بچاؤ، بیٹی پڑھاؤ'' مہم ایک اہم قدم ہے جو جنسی اعتبار سے متوازن سماج کو حقیقی روپ دینے میں معاون ہوگا۔

باکس 8.13

بڑے پیمانے پر بے روزگار، ماحولیاتی تنزلی اور بے قابو غربت کے سامنے ملک میں سیاسی سرگرمی کی ایک نئی ہلچل شروع ہوئی۔ بعض معاملوں میں جدوجہد کی شروعات مختلف پارٹیوں کے محاذ سے یا مختلف پارٹیوں کے مشترکہ محاذ کے ذریعہ ہوئی۔ دوسری طرح کی کارروائی کی ایک مثال 60 کی دہائی کے آخر میں ممبئی اور گجرات میں چلائی گئی تحریک ہے جو قیمت کے اضافے کی مخالفت میں چلی تھی۔

70 کی دہائی میں ہی بحران میں مبتلا بہار میں طلبا میں زبردست بے اطمینانی پیدا ہوئی... جس نے جے پرکاش نارائن کے مکمل

انقلاب کی دعوت کو لبیک کہا تھا....اقتدار کی ساخت کے بارے میں بہت سے سوال اٹھائے گیے ،جس میں کئی اموروعورتوں سے متعلق تھے جیسے خاندان،کام کی تقسیم اورفیملی تشدد،مردوں اور عورتوں کے ذریعہ وسائل کی غیر مساوی رسائی،عورتوں اور مردوں کے رشتوں سے متعلق اموراورعورتوں کے جنسی امتیاز کا سوال70 کی دہائی میں ہی خود مختار تحریک نسواں کا عروج دیکھا گیا ہے۔ 70 کی دہائی کے وسط میں کئی تعلیم یافتہ خواتین سرگرم سیاست میں شامل ہوئیں اور عورتوں کے امور کے تجزیے کو بھی فروغ دیا۔ کئی شہروں میں عورتوں کے گروہ کی یکجائی نے ان میٹنگوں کو تنظیمی کوششوں کی ٹھوس شکل فراہم کرنے میں محرک کردار کا کام کیا وہ تھے متھرا زنا بالجبر معاملہ(1978)اور مایا تیاگی زنا بالجبر معاملہ(1980)۔دونوں ہی معاملے پولیس کی سرپرستی میں انجام دیے گئے جن سے ملک گیر احتجاجی تحریکیں برپا ہوئیں....

ماخذ: الیناسین سبق ''ویمنس پولیٹکس ان انڈیا'' میتریہ چودھری (ادارت) فیمینزم ان انڈیا(ویمن ان لمیٹیڈ / کالی ، نئی 2004) صفحہ 210-187

باکس 8.14

عورتوں کے خلاف تشدد کے برتاؤ کا تجزیہ ذات کے مطابق یہ دکھائے گا کہ جب غالب پرتشدداعلیٰ ذاتوں میں جہیز کے لیے قتل اورخاندان کے ذریعہ حرکت پذیری پر کنٹرول اورضوابط نیز جنسی امتیاز کے واقعات بار بار ہوتے ہیں وہیں دلت عورتوں کو کام کے مقامات زنا بالجبر اور جسمانی تشدد کی اجتماعی اورانفرادی چیلنج کا سامنا نسبتاً زیادہ کرنا پڑتا ہے۔

ماخذ: شرمیلا ریگے، ''دلت وومن ٹاک ڈیفرنٹلی: اے کرٹیک (Critique) آف ڈیفرنس اینڈ ٹو ورڈس اے دلت فیمنسٹ اسٹینڈپوائنٹ پوزیشن'' متیریہ چودھری (ادارت) فیمینزم ان انڈیا(صفحہ 223 -211) (وومن ان لمٹیڈ / کالی، دہلی 2004)

باکس8.14کے لیے مشق

- غور کریں کہ عورتوں کے ایک طبقے کا دیگر طبقوں کے ساتھ تعلق کس طرح مختلف ہوسکتا ہے؟
- کیا پھر بھی سبھی عورتوں میں بحیثیت خواتین چند باتیں مشترکہ ہوں گی، بحث کریں؟

8.9 خلاصہ (CONCLUSION)

اب جب ہم کتاب کے آخر میں پہنچ چکے ہیں شاید یہ موزوں ہوگا کہ ہم پھر وہاں واپس جائیں جہاں ہم نے گیارھویں جماعت میں سماجیات کی پہلی کتاب سے شروعات کی تھی۔سماجی تحریکیں غالباً اس رشتے کو زیادہ بہتر ڈھنگ سے دکھاتی ہیں۔یہ اس لیے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ افراد اور سماجی گروہ اپنی حالتوں کو بدلنا چاہتے ہیں اس لیے وہ خود کو اور سماج کو دونوں کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سوالات

1۔ ایک ایسے سماج کا تصور کیجیے جہاں کوئی سماجی تحریک نہ ہوئی ہو، بحث کریں۔ ایسے ممالک کا تصور آپ کیسے کرتے ہیں؟ اس کا بھی بیان آپ کر سکتے ہیں۔

2۔ درج ذیل پر مختصر نوٹ تحریر کریں

- تحریک نسواں
- قبائلی تحریکیں

3۔ ہندوستان میں قدیم جدید سماجی تحریکوں میں واضح امتیاز کرنا مشکل ہے۔ بحث کریں۔

4۔ ماحولیاتی تحریک اکثر معاشی اور شناختی امور کو بھی ساتھ لے کر چلتی ہے۔ بحث کریں۔

5۔ کسان اور نئی کسان تحریکوں کے درمیان فرق کیجیے۔

حوالہ جات (REFERENCES)

Banerjee, Sumanta. 2002. 'Naxalbari and the Left Movement' in ed. Ghanshyam Shah,Social Movements and the State 2002. pp.125-192.Sage. New Delhi.

Bhowmick, Sharit K. 2004. 'The Working Class Movement in India : Trade Unions and the State' in Manoranjan Mohanti Class, Caste and Gender. Sage. New Delhi.

Chaudhuri, Maitrayee. 1993.*The Indian Women's Movement: Reform and Revival, Rediant.*New Delhi.

Chaudhuri, Maitrayee.2014"Theory and Methods in Indian Sociology" in Yogendra Singh" Indian Sociology: Emerging concepts, Structure and change, Oxford University Press, New Delhi.

Fuchs, Martin and Antje, Linkenbach. 2003. 'Social Movements' in ed. Veena Das, The Oxford India Companion to Sociology and Social Anthropology. pp. 1524-1563. Oxford University Press. New Delhi.

Deshpande, Satish. 2003. Contemporary India: A Sociological View. Viking. New Delhi.

Giddens, Anthony. 2013. Sociology (seventh edition). Polity. Cambridge.

Guha, Ramchandra. 2002. "Chipko: Social History of an Environmental Movement" in Shah Ghansyam Social Movements and the State. Sage. New Delhi.

Nongbri, Tiplut. 2003. Development. Ethnicity and Gende: Select Essays on Tribes. Rawat. Jaipur/New Delhi.

Nongbri, Tiplut. 2013. "Kinship terminology and Marriage Rules: The Khasis of North East India in Sociological Bulletin, New Delhi.

Oommen, T.K. 2004. Nation, Civil Society and Social Movements: Essays in Political Sociology. Sage. New Delhi.

Rege, Sharmila. 2004. 'Dalit Women Talk Differently: A Critique of 'Difference' and Towards a Dalit Feminist Standpoint Position' in Maitrayee Chaudhuri Ed. Feminism in India. pp.211-223. Women Unlimited/Kali.Delhi.

– 2006. Writing caste/writing gender: narrating dalit women's testimonies. Zubaan/Kali. Delhi.

Sen, Ilina. 2004. 'Women's Politics in India' in ed. Maitrayee Chaudhuri Feminism in India Women. Unlimited/Kali. Delhi.

Shah, Ghansyam Ed. 2001. Dalit Identity and Politics . Sage. New Delhi.

– 2002. Social Movements and the State. Sage. New Delhi.